امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- طارق بن زیاد؛ ایک عظیم سپہ سالار
- تبصرہ کتاب؛ نقوش رضواں
- ماہ شعبان اور شب برأت
- خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ
- بچوں کی تربیت میں نفسیات کی رعایت
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 15 مورخہ ۹ رشعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵ راپریل ۲۰۱۹ء روز سوموار

بین السطور

خون کی پیاس

انسان اس دنیا کی سب سے اچھی مخلوق ہے، عقل وشعور، فہم وفراست، زبان وبیان، بھلے بُرے کی تمیز میں پوری کائنات میں اس کا کوئی ہم سر نہیں ہے، اس کی متنوع صلاحیتوں نے زمین کی رونق میں اضافہ کیا ہے، سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی ہوا، ویرانہ اور صحرا گلزار بنے، کائنات کی رونق اور ساری چمک دمک میں حضرت انسان کے خون پسینے کی جلوہ گری ہے، اس کی صلاحیتوں نے اللہ کی توفیق، فضل اور اس کی دی ہوئی طاقت سے زمین میں فصلیں لہلہادیں اور آسمان پر برسوں سے کمندیں ڈالنے میں لگا ہوا ہے، یہ انسان کا وہ پہلو ہے جسے ہم خیر سے تعبیر کرتے ہیں۔

لیکن اس انسان میں ایک صلاحیت اور ہے اور وہ ہے شر کی صلاحیت، اس صلاحیت کو مہمیز کرنے کے لیے انسان کا ازلی دشمن شیطان قیامت تک کی زندگی لے کر اس پر مسلط ہے اور وہ ہماری رگوں میں خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے، وہ آگے، پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے ہر سمت سے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی پر اکساتا رہتا ہے، جو لوگ اس کے اکسانے اور بہکاوے میں آجاتے ہیں، وہ نفس امارہ کے حامل ہو جاتے ہیں، یہ نفس امارہ اسے ہر دم بُرائی پر آمادہ کرتا رہتا ہے، شیطان کا یہ جال اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ آدمی اس جال میں پھنستا چلا جاتا ہے اور جس قدر وہ جال میں پھنستا جاتا ہے، اسی قدر وہ مکر وفریب، دجل ودغا بازی، قتل وغارت گری میں مبتلا ہو جاتا ہے، پھر انسان، انسان نہ ہو کر شیطان ہی بن جاتا ہے، یعنی اس پر برائیوں کا غلبہ ہو جاتا ہے، اور خیر کی طرف طبیعت راغب نہیں ہوتی، گناہ کرتے کرتے اس کا سینہ توے کی طرح سیاہ ہو جاتا ہے اور اگر استغفار اور ندامت کے آنسو سے اس سیاہی کی صفائی نہ کی گئی تو پھر اس کے چمک اٹھنے کی پھر سے کوئی صورت باقی نہیں رہتی، اس حالت میں دل مردہ ہو جاتا ہے؛ حالانکہ زندگی کی ساری رمق تو دل کے زندہ رہنے سے ہے۔

یہ دل جو مردہ ہو گیا ہے، کہیں بھی اور کبھی بھی کچھ کر گذرتا ہے، چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائی اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہونا معمولی سی بات ہو جاتی ہے، ابھی حال ہی میں اخبارات میں شہ سرخی کے ساتھ یہ خبر آئی تھی کہ چند کٹھے زمین کی لڑائی میں دو بھائیوں نے اس قدر خون خرابہ کیا کہ خاندان کے کئی لوگوں کی موت ہو گئی، ایک واقعہ میں صرف ایک دھور زمین کے لیے بھائی نے بھائی کو موت کی نیند سلا دیا، ہزار دو ہزار روپے کے لیے قتل وغارت گری کے واقعات بھی کم نہیں ہیں، مجھے ایک بار ایسے معاملہ کا تصفیہ کرنا پڑا، جس کی لڑائی پچیس سال سے صرف چھ دھور زمین کے لیے چل رہی تھی، اور اس چھ دھور میں سال بھر پانی رہتا تھا، کوئی فصل نہیں اگتی تھی، گیارہ لاکھ روپے خرچ ہو چکے تھے، اور لڑائی کی یہ آگ اگلی نسل تک منتقل ہو چکی تھی، ایک اور معاملہ میں جھگڑا نالی نکالنے پر تھا، یہ نالی اپنی زمین سے نکالی گئی تھی، لیکن دوسرے کے دروازہ کے سامنے سے نکالی گئی تھی اور جھگڑا اس بات کا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کے دروازہ کا رخ مڑ گیا ہے، اس جھگڑا کو صرف پانچ ہزار روپے میں اس طرح نمٹایا گیا کہ نالی کے اوپر سلیب ڈلوا دیا گیا، نالی بھی بہتی رہی اور دروازہ کا رخ بھی خراب ہونے سے بچ گیا، جب کہ اسی جھگڑے میں گرفتاری کے لیے پچیس ہزار کی رشوت تھانے کو دی جا چکی تھی اور اگر یہ سلسلہ دراز ہوتا تو بربادی کی لمبی داستان تیار ہو جاتی۔

آپ نے کسی جانور کو اپنی ہی نسل کے دوسرے جانور کا خون بہاتے نہیں دیکھا ہوگا، لڑائیاں ان میں بھی ہوتی ہیں، لیکن یہ چیخنے چلانے اور زیادہ سے زیادہ دانت کاٹ لینے تک محدود ہوتی ہے، جس زمانہ میں نوابین اودھ مرغ لڑایا کرتے تھے، انہیں ٹریننگ اس بات کی دی جاتی تھی کہ وہ اپنے ہم جنس کا خون بہائیں، اس کے باوجود معاملہ زخمی کرنے سے آگے نہیں بڑھتا تھا، باز لڑانے والے بھی اسی طرح کا عمل کرتے تھے، لیکن اس لڑائی میں باز کی جان نہیں جاتی تھی، یہ مرغ اور باز کی لڑائی اسلام میں ممنوع ہے اور اس کھیل کی حوصلہ افزائی نہیں کی جا سکتی، یہ صرف اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ جس جانور کی بے شعوری کی ہم بات کرتے ہیں اور جس کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ وہ فہم وفراست سے دور ہے وہ تو اپنی نسل کے جانور کو چیر پھاڑ کر جان نہیں لیتا، (بقیہ صفحہ ۱۰ ر پر)

اپنا محاسبہ

مفتی محمد ثناء الهدیٰ قاسمی

اچھے تاجر کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنی آمد اور خرچ پر نظر رکھتا ہے، دوکان بند ہونے کے قبل وہ دن بھر کا حساب تیار کر لیتا ہے تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ آج کا دن نفع کا رہا یا نقصان کا، نفع پر خوش ہوتا ہے اور نقصان کی صورت میں پریشان، اس پریشانی میں وہ اس بات کا تجزیہ کرتا ہے کہ معاملہ نقصان کا کیوں رہا، حالاں کہ دوکانداری تو ساری کی ساری نفع کی امید پر تھی، پوری رات وہ بستر پر کروٹیں بدلتا رہتا ہے اور سوچتا ہے کہ اس نقصان سے نکلنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔

انسان صبح سے شام تک جو کچھ کرتا ہے، اس میں بھی کچھ آمد ہوتی ہے اور کچھ خرچ، اعمال صالحہ ہمارے نامہ اعمال میں اجر وثواب کے طور پر آمد میں درج ہوتے ہیں، جب کہ گناہ، منکرات اور سیئات ہمارے خرچ کا حصہ ہیں، بعض اعمال تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ پورے نیک اعمال کو ختم کر ڈالتے ہیں، قرآن کریم میں اسے اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ سے تعبیر کیا گیا ہے، البتہ بندہ جب منکرات سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سیئات کو حسنات سے بدل دیتا ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ جو لوگ توبہ کرتے ہیں، ایمان پر قائم رہتے ہیں، عمل صالح کرتے ہیں تو اللہ ان کے سیئات کو حسنات سے بدل دیتا ہے، کیوں کہ اللہ غفور رحیم ہے۔

انسان کو چاہیے کہ وہ ہر رات سونے سے قبل دن بھر کا حساب کر لے، یہ حساب اللہ کے فرشتوں نے نامہ اعمال میں درج کر لیا ہے لیکن بندے کو اس کا پتہ نہیں، اس لیے ضروری ہے کہ دن بھر کے اعمال کا جائزہ لیا جائے، کتنے کام اللہ کو راضی کرنے والے کیے گیے اور کتنے اعمال اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے، صوفیاء کی اصطلاح میں اسے محاسبہ اور مراقبہ کہتے ہیں، جب آدمی اس کام سے لگ جاتا ہے تو مزید اچھے عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، گناہوں پر ندامت ہوتی ہے اور اس کی زندگی مرضیات الٰہی کے مطابق گذرنے لگتی ہے اور اگر ایسا نہیں ہو سکا تو انسان گھاٹے میں رہتا ہے اللہ رب العزت نے زمانہ کی قسم کھا کر یہ بات کہی ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے اور بڑی تاکید کے ساتھ کہی ہے تاکہ ہر انسان کو یہ بات ذہن نشیں ہو جائے، دراصل نفع نقصان کی زبان ہر آدمی سمجھتا ہے، اس لیے اللہ رب العزت نے انسان کے خسران میں ہونے کا اعلان کر دیا، اس گھاٹے اور خسران سے نکلنے کی شکلیں بھی ساتھ میں بتا دیں وہ یہ کہ اگر آدمی ایمان پر ثابت قدم رہے، نیک عمل کرے، حق کی تلقین کرے اور صبر کو اپنی زندگی کا شعار بنا لے تو وہ گھاٹے سے باہر آ سکتا ہے۔

احتساب کے اس عمل میں سب سے بڑی رکاوٹ اس کا اپنا کبر ہوتا ہے، وہ غلطیوں پر غلطیاں کیے جاتا ہے، لیکن خود احتسابی کی توفیق اسے اس وجہ سے نہیں ملتی کہ وہ اپنے کو "عقل کل" کا مالک سمجھتا ہے، اس کی نظر میں غلطیاں وہ ہیں جو دوسرے کرتے ہیں، اپنی غلطیوں کی طرف اس کا ذہن نہیں جاتا اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے، صحیح کر رہا ہے، ایسا شخص فریب نفس میں مبتلا ہوتا ہے، اور یہ فریب اس کو صحیح راستے پر آنے سے روکتا رہتا ہے، تا آں کہ موت کے سخت اور آہنی پنجے اسے اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں، وہ زندگی میں اپنا محاسبہ نہیں کر سکا تھا، لیکن فرشتے نے جو لیکھا جوکھا تیار کیا ہے وہ قیامت میں اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا، وہ حیرت اور تعجب کی نگاہ سے دیکھے گا کہ اچھا یہ کام بھی میں نے کیا تھا اور یہ بُرائی بھی مجھ سے سرزد ہوئی تھی، اس دن بھی وہ ڈھیٹھ ہو کر کہے گا کہ نہیں نہیں، میں نے یہ سب نہیں کیا ہے، اللہ کہتے ہیں کہ اس دن اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اعضاء وجوارح کو گویائی مل جائے گی وہ سب گواہی دیں گے کہ اس بندے نے ایسا کیا تھا، جب اپنے ہاتھ پاؤں بیگانے ہو جائیں گے تو کون اسے بچا سکے گا، اب اسے معلوم ہوگا کہ ہم نے دنیا میں جو عمل کیا وہ ہمیں خائب اور خاسر بنا گیا، اس لیے کہ کامیابی تو وہاں ان لوگوں کے لیے ہے، جنہوں نے اللہ کو رب مانا اور پھر اس پر جم گیے، جمنے کا مطلب ہے کہ دنیاوی حوادث اور مصیبتوں نے اس کے پائے استقامت میں لرزہ پیدا نہیں کیا، ایسے لوگ ہی اس دن کامیاب ہوں گے۔ ان پر رحمت کے فرشتے نازل ہوں گے اور انہیں تسلی دیں گے کہ ڈرو مت اور غمگین نہ ہو، پھر انہیں جنت کی بشارت دیں گے جس کا وعدہ نیکوکاروں سے کیا گیا ہے۔

امیدوار

"اس وقت صورتحال یہ بنی ہوئی ہے کہ جو شخص خود امیدوار بنتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ اپنے فضائل ومناقب بیان کر کے لوگوں کو سبز باغ دکھلاتا ہے بلکہ لوگوں میں اپنی تشہیر کرنے کے لیے لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرتا ہے، اس لیے امیدواری کے اس نظام میں امیدوار وہی بن سکتا ہے، جس کے پاس لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرنے کے لیے فالتو موجود ہوں، ایک متوسط درجہ کا انسان امیدوار بننے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

(اسلام اور سیاسی نظریات: مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

بلا تبصرہ

"مسلمانوں کو خود طے کرنا ہے کہ انہیں خوف ودہشت، ذلت، بدنامی اور مجبوری کی زندگی پسند ہے یا عزت کی، اگر عزت کی زندگی پسند ہے تو انہیں اس کا مظاہرہ کرنا ہوگا، ورنہ اس کا خمیازہ اگلے پانچ سال تک بُھگتنا پڑے گا، ہر پانچ سال کے بعد مسلمانوں کو حساب چکانے کا موقع ملتا ہے، اگر یہ بھی ذاتی مفاد پرستی کی بھینٹ چڑھ گیا تو پھر شکایت کرنے کے لیے بھی ہمارے پاس کچھ نہیں رہے گا۔"

(عابد انور، ہمارا سماج ۸ راپریل ۲۰۱۹ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

نفاق کی علامت:

﴿اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی تو ایمان لا چکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف مسلمانوں کو بناتے ہیں۔﴾ (سورۂ بقرہ)

مطلب: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانی طبقہ کے کچھ ایسے افراد کی ذہنی وفکری سوچ کو آشکارا کیا، جو شیطانی حرکتیں کرتے ہیں وہ یہ کہ عہد رسالت میں منافقین کی ایک جماعت تھی جو مار آستین بن کر اندر ہی اندر اسلام اور مسلمانوں کی جڑ کاٹنے کی فکر میں لگی رہتی تھی، وہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے سامنے ہوتی تو اپنی وفاداری کی جھوٹی قسم کھاتی، اسلام اور مسلمانوں سے ہمدردی جتلاتی اور ان کی سی باتیں کرتی؛ لیکن جب وہ اپنے آقاؤں اور لیڈروں سے ملتی جلتی تو اپنا قلبی رجحان ظاہر کرتی کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں، ہم نے حقیقت میں دل سے اسلام کو قبول نہیں کیا، ان کے اس دورخے پن کو اللہ رب العزت نے اس آیت میں بیان فرما کر مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ تم دھوکہ میں نہ آؤ، ان کے دل میں بیماری ہے اور جب قلب بیمار ہو تو ان کے جوارح کی سلامتی بے سود ہے، سورۂ منافقون میں یہ بات اور صاف کردی گئی کہ اے پیغمبر! جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو آپ کو خوش کرنے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ ہم دل سے قائل ہیں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں، مگر اللہ اس کی بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹ کہتے ہیں، قرآن نے اسی منافقین کے بارے میں کہا کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے، اس طرح کے لوگ معاشرہ میں ہر عہد اور ہر دور میں پائے جاتے ہیں، جو دو شخصوں کا دوست بن کر ادھر کی بات ادھر کرتے رہتے ہیں اور دونوں کے تعلقات کو خراب کرتے ہیں اور اپنے اس منافقانہ رویہ سے ہر جگہ اپنی شناخت بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اس طرح کے منافقانہ عمل کرنے والوں کو کسی پل آرام وسکون نہیں ملتا، ہر وقت اسی فکر میں لگا رہتا ہے کہ کس طرح اپنا مقام بنائیں، کبھی وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور کبھی اس کے لیے چاپلوسی بھی کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید آئی ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے بدتر شخص اس کو پاؤگے جو دورخا ہو، ان کے پاس آئے تو ان کی سی بات بنائے اور ان کے پاس جائیں تو ان کی سی باتیں بنائے۔ جب ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیتے ہیں تو بہت سے ایسے اشخاص ہیں جو اس طرح کے امراض میں مبتلا ہیں؛ اس لیے مومن کو اس طرح کے کردار وعمل سے حتی المقدور بچنا چاہیے، اس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی ہوتی ہے اور سماجی زندگی میں ایسا انسان بے وقعت وبے وزن ہوتا ہے۔ اگر یہ معلوم ہوجائے کہ یہ پرلے درجہ کا منافق ہے تو لوگ ان سے ملنے جلنے میں احتیاط برتتے ہیں، اس لیے اگر کسی مسلمان کے اندر یہ کمزوری ہے تو وہ اس کو دور کرے اور مومنانہ شان کے مطابق زندگی گزارے۔

شب برأت خیر وبرکت کی رات:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پندرہ شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات پر خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں، البتہ شرک کرنے والے اور عداوت ودشمنی رکھنے والے اس سے محروم رہیں گے۔

وضاحت: شعبان کے مہینہ کی اپنی مخصوص فضیلت ومنزلت ہے، احادیث کی کتابوں میں اس مہینہ کی پندرہویں شب کی بڑی خصوصیت بیان کی گئی ہے، شب قدر کے بعد اگر کسی رات میں فضیلت وبزرگی ہوسکتی ہے تو وہ شعبان کی اسی پندرہویں شب کی ہے۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کے نصف (پندرہویں دن) کی رات ہو تو اس رات عبادت کرو اور دن میں روزہ رکھو؛ کیوں کہ اللہ رب العزت اس دن غروب آفتاب کے ساتھ ہی سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہے کوئی مغفرت کا طلب گار؛ تاکہ میں اس کی مغفرت کروں؟ ہے کوئی رزق کا طلب گار؛ تاکہ میں اسے رزق عطا کروں؟ ہے کوئی ابتلاء وآزمائش کا مارا؛ تاکہ میں اس کو عافیت دوں؟ اللہ اسی طرح ہی فرماتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ صبح نمودار ہوجاتی ہے۔ اس لیے اس مقدس رات کو قرآن پاک کی تلاوت، ذکر واذکار کی کثرت اور نماز ونوافل ودیگر عبادات وریاضات میں صرف کرنا چاہیے، خوش بخت ہے وہ انسان جو اس شب کو عبادت وریاضت اور گریہ زاری میں گزارے اور بدبخت ہے وہ انسان جو اس رات کو لہو ولعب اور خواہشات نفس میں مشغول ہوکر ضائع کردے۔ مسلم معاشرہ میں اپنے برادران وطن کی صحبت سے بہت سی ایسی غیر اسلامی رسم ورواج پیدا ہوگئی ہے جو شرعی نقطہ نظر سے ناجائز وحرام ہیں، مثلاً شعبان کی پندرہویں شب میں آتش بازی کرنا، پٹاخے چھوڑنا اور حلوے وپوری کا خاص اہتمام کیساتھ پکانا، قبرستان میں چراغاں کرنا یہ سب غیر اسلامی طریقہ ہے؛ اس لیے ہر مسلمان کو اس طرح کے خرافات وبدعات سے پرہیز کرنا چاہیے اور اپنے افعال بد سے تائب ہوکر مغفرت ورحمت کا طالب ہونا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس مہینہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، ایک صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ شعبان میں دیگر مہینوں کے مقابلے زیادہ روزہ رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ شعبان، رجب اور رمضان کے بیچ کا مہینہ ہے، بیشتر لوگ اس کی عظمت سے غافل رہتے ہیں، حالانکہ اسی مہینہ میں بندگان خدا کے اعمال وتصرفات اللہ رب العزت کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب ہے کہ میرے اعمال کو اس حالت میں اٹھایا جائے کہ میں روزے سے رہوں۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ماہ شعبان میں دعا ومناجات میں زیادہ سے زیادہ وقت لگایا جائے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

شب برأت میں ٹولیاں بنا کر قبرستان جانا:

شب برأت میں ٹولیاں بنا بنا کر لوگ قبرستان جاتے ہیں، شور وشغب کرتے ہیں، قبر پر موم بتی اور اگر پتی جلاتے ہیں، کیا یہ اعمال کتاب وسنت سے ثابت ہیں؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

اگر کوئی کبھی کبھار انفرادی طور پر شب برأت میں قبرستان چلا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

لیکن اسے ضروری سمجھنا، یا تماشہ کے طور پر ٹولی بنا کر قبرستانوں میں بھیڑ کرنا اور روشنی چراغاں کرنا، جیسا کہ آج کل مروج ہے، اس کا ثبوت کتاب وسنت، دور صحابہ اور سلف صالحین سے نہیں ملتا ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبینہ کی شرعی حیثیت:

بعض جگہوں پر پندرہویں شعبان کی رات (شب برأت) میں شبینہ ہوتا ہے، جس میں دو تین حافظ قرآن باری باری سے مائک پر قرآن کریم پڑھتے ہیں، باضابطہ لاؤڈ اسپیکر کا انتظام ہوتا ہے، جس کو پورے محلّہ میں پھیلا دیا جاتا ہے، جس کی گونج صرف اسی محلّہ میں نہیں؛ بلکہ اطراف کی پوری آبادی میں سنائی دیتی ہے، جب کہ اردگرد کی بہت سے بستیاں غیر مسلموں کی بھی ہوتی ہیں، مجلس میں موجود کچھ لوگ سنتے ہیں اور کچھ لوگ گپ شپ اور چائے نوشی میں رہتے ہیں، مجلس کے اختتام پر مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، یہ سارا انتظام چندہ کی رقم سے ہوتا ہے، شریعت میں کہاں تک اس کی اجازت ہے؟

الجواب ———— وباللّٰہ التوفیق

مروجہ شبینہ میں بہت ساری خرابیاں ہیں، مثلا!

(۱) عام طور پر شبینہ ایک رات کا ہوتا ہے، جس میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، حافظ صاحبان نہایت تیز رفتاری کے ساتھ قرآن پڑھتے ہیں، حروف کٹتے ہیں، چھوٹتے بھی ہیں، مخارج کی ادائیگی اور تجوید کی رعایت نہیں ہو پاتی ہے اور ظاہر ہے اس طرح قرآن پڑھنا بجائے ثواب کے باعث گناہ ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد گرامی ہے: ﴿ورتل القرآن ترتیلا﴾ (سورۃ المزمل: ۴) (قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر پڑھیئے۔)

(۲) لاؤڈ اسپیکر سے گونجنے والی غیر معمولی آواز سے جہاں برادران وطن کے آرام میں خلل ہوتا ہے، انہیں سخت ناگواری ہوتی ہے، برا بھلا کہتے ہیں، گالیاں دیتے ہیں اور اسلام وشعائر اسلام کے ساتھ گستاخیاں کرتے ہیں، وہیں اہل محلّہ کے کام اور آرام میں بھی بہت زیادہ خلل ہوتا ہے، بہت سارے مریضوں کے لیے نیند نہایت ضروری ہوتی ہے؛ لیکن لاؤڈ اسپیکر کی غیر معمولی آواز سے انہیں نیند نہیں آتی اور اس طرح پوری رات کرب اور بے چینی میں گذرتی ہے، ظاہر ہے اس طرح تکلیف پہونچانا شرعا ناجائز وحرام ہے، شریعت مطہرہ ان چیزوں کو بالکل پسند نہیں کرتی۔

(۳) یہ رات چونکہ عبادت کی رات ہوتی ہے، بہت سارے لوگ اپنے اپنے گھروں میں یا مسجدوں میں عبادت کررہے ہوتے ہیں، لاؤڈ اسپیکر کی آواز عبادت میں مصروف لوگوں کی عبادت میں خلل ڈالتی ہے، جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے سخت منع فرمایا ہے، چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں معتکف تھے، کچھ لوگوں کو زور سے قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے اپنے خیمہ کا پردہ ہٹا کر صحابہ کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

"ألا إن كلكم مناج ربه فلا يوذين بعضكم بعضا ولا يرفعن بعضكم على بعض القراءة".
(صحيح ابن خريمة: ۲/۱۹۰، حدیث نمبر: ۱۱۶۲)

(تم میں سے ہر ایک اپنے رب سے سرگوشی کررہا ہے (اور بہ آواز بلند قرآن پڑھنے سے دوسروں کی عبادت اور سرگوشی میں خلل پہونچتا ہے، جس کی وجہ سے انہیں تکلیف پہونچتی ہے) اس لیے کوئی کسی کو ہرگز تکلیف نہ پہونچائے اور قرآن پڑھنے میں اپنی آواز دوسروں پر بلند نہ کرے۔)

(۴) آیت سجدہ پر سجدہ واجب ہے، دور تک آواز جاتی ہے، آیت سجدہ لوگوں کے کانوں سے ٹکراتی ہے؛ لیکن وہ اس پر سجدہ نہیں کرتے، جس کی وجہ سے ترک سجدہ کا گناہ انہیں ہوتا ہے۔

(۵) اس طرح کے پروگرام کا مقصد عام طور پر ریا وشہرت اور نام ونمود ہوتا ہے اور یہ اتنا خطرناک مرض ہے، جس سے بڑی بڑی عبادتیں رائیگاں اور بے کار ہوجاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے کوئی عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا (یعنی قیامت کے دن لوگوں کے سامنے اس کے عیوب کے ساتھ ذلیل ورسوا کرے گا) نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے کوئی عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو ریا کاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر وثواب اسی سے مانگو، جس کے لیے تم نے وہ عمل کیا تھا۔

عن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمع سمع الله به ومن يراء يراء اللّٰه به". (صحيح البخاري: ۲/۹۶۳، باب الرياء والسمعة)

(۶) ضرورت سے زیادہ روشنی اور مٹھائی کا انتظام اور اس طرح کے غلط رسم ورواج کے لیے چندہ کا التزام ہوتا ہے۔ لہذا مذکورہ مفاسد کے پیش نظر مروجہ شبینہ صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز لازم وضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 57/67 شمارہ نمبر 15 مورخہ ۹/شعبان ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۱۹ء روز سوموار

انتخابی منشور

ہندوستانی سیاست کی دیرینہ روایت رہی ہے کہ انتخاب کے موقع سے سیاسی پارٹیاں انتخابی منشور شائع کرتی ہیں، اس کا مقصد عوام کو اپنی جانب مائل کرنا اور انہیں لبھانا ہوتا ہے، تاکہ عوام اس پارٹی کی طرف راغب ہوں اور یہ رغبت ووٹ میں تبدیل ہو جائے، مینی فسٹو دراصل حکومت میں آنے پر کیے جانے والے کام کا وعدہ اور پارٹی کے ذریعہ ملک کو آگے بڑھانے کا منصوبہ ہوتا ہے، آزاد ہندوستان کی تاریخ میں اب تک کوئی ایسا ''حادثہ'' نہیں ہوا کہ مینی فسٹو اور انتخابی منشور پر صد فی صد عمل ہو گیا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ سیاسی پارٹیاں اسے وعدہ سے زیادہ اہمیت نہیں دیتیں اور عوام کا بھی مزاج یہ بن گیا ہے کہ وہ انتخاب کے بعد غالب کے لفظوں میں اعلان کر دیتی ہے کہ

تیرے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

سیاسی پارٹیاں خوب جانتی ہیں کہ یہاں کام پر کم، ذات پات اور سخت گیر فرقہ وارانہ ذہنیت پر ووٹ زیادہ ملا کرتے ہیں، اس لیے سیاسی پارٹیاں ٹکٹ اور حلقوں کی تقسیم میں اس کو خصوصی اہمیت دیتی ہیں، اور اپنے نظریات کے اعتبار سے امیدواروں کا فیصلہ کرتی ہیں، حالاں کہ دستور ہند کے اعتبار سے ذات پات اور فرقہ پرستی کے فروغ کے نام پر ووٹ مانگنا قانوناً غلط ہے اور یہ مثالی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی بھی ہے، لیکن ہندوستانی سیاست میں قانون شکنی کا بھی اپنا ایک مقام ہے، قوت وطاقت کے اظہار کے طور پر اس کا استعمال ان دنوں کثرت سے ہو رہا ہے۔

۲۰۱۹ء کے انتخاب کے لیے بھی حسب سابق سیاسی پارٹیوں نے اپنا انتخابی منشور شائع کر دیا ہے اور ماضی کی طرح ہی تمام انتخابی منشور میں وعدوں کی پھلجھڑی کے ساتھ اونچے خواب دکھائے گئے ہیں، لیکن خوابوں کا کیا؟ آنکھ کھلی اور ٹوٹ گیا، اسی طرح یہ سہانے خواب بھی انتخابات ختم ہوتے ہی ٹوٹ جائیں گے، اور بے چاری عوام جو جمہوریت کی اصل طاقت ہے ام پی بنا کر اور ہندوستان کا مستقبل ان کے ہاتھوں میں سونپ کر پانچ سال کے لیے خواب خرگوش میں چلی جائے گی اور ترقیاتی منصوبے کچھوے کی چال میں بھی رینگنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے، آپ جانتے ہی ہیں کچھوا دھیرے دھیرے چلتا ہے، لیکن خرگوش سو جائے تو وہ مقابلہ جیت جاتا ہے، لیکن یہاں تو نوکرشاہی میں کچھوے کی چال بھی برقرار نہیں رہتی، پھر کس طرح منزل اور ہدف تک پہونچا جا سکتا ہے۔

بی جے پی راجد اور کانگریس پارٹی کے انتخابی منشور سامنے آچکے ہیں، بی جے پی نے حسب سابق ہندتوا کارڈ کھیلا ہے، اور کہنا چاہیے کہ اس نے اس منشور میں اپنے موقف پر جمے رہنے کا اعلان کیا ہے، سنکلپ پتر کے نام سے جاری اپنے انتخابی منشور میں کشمیریوں کے خصوصی اختیارات ختم کرنے کے لیے دفعہ ۳۷۰ کے ساتھ ۳۵ اے بھی ختم کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے، تین طلاق بل کو نافذ کرنے کی بات بھی کہی گئی ہے اور خوش گوار ماحول میں رام مندر تعمیر کے عزم کا اعادہ بھی کیا گیا ہے، منشور میں ہر غریب خاندان کو ایل پی جی سلینڈر، کسانوں کی آمدنی میں اضافہ، چھوٹے دکانداروں کو پنشن، پچھتر نئے میڈیکل کالج کا آغاز اور دیہی ترقیات پر پچیس لاکھ کروڑ خرچ کرنے کا وعدہ بھی اس اعلان کا حصہ ہے، مارکسی کمیونسٹ پارٹی نے اس منشور کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا ہے، لطیفہ یہ ہے کہ اس پورے کتابچہ میں کہیں بھی جی اس ٹی، روزگار، کالے دھن، گائے اور مہنگائی کا ذکر نہیں ہے، حالانکہ کتابچہ میں مختلف منصوبوں کے ذیل میں پندرہ مرتبہ روزگار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، سب سے زیادہ ذکر راشٹر، راشٹروادا اور دیش کا ہے، اعداد وشمار کے اعتبار سے یہ الفاظ پنچانوے بار لائے گیے ہیں، اس منشور پر سب سے زیادہ سخت ردعمل نیشنل کانفرنس کے صدر فاروق عبد اللہ کا آیا ہے، انہوں نے کہا کہ دفعہ ۳۷۰ ہٹا تو ہندوستان سے کشمیر کا الحاق بھی باقی نہیں رہے گا، اللہ کو یہی منظور ہے کہ ہم ان سے آزاد ہو جائیں، محبوبہ مفتی کہتی ہیں کہ ان دفعات کے ختم کرنے سے کشمیر ہی نہیں پورا ملک جل اٹھے گا، بھاجپا کے مینی فیسٹو کا کور ڈیزائن بھی اس بار تبدیل ہو گیا ہے، اس بار ٹائٹل پر صرف مودی کی تصویر ہے، جبکہ ۲۰۱۴ء میں مودی کے ساتھ باجپئی، اڈوانی، جوشی، ششما اور جیٹلی وغیرہ کی تصویریں ایک ساتھ لگائی گئی تھیں، اس ٹائٹل سے جو اشارہ ملتا ہے وہ یہ کہ پارٹی اہم نہیں، فرد واحد اور شخص اہم ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ جب حکومت میں شخص اہم ہو جاتا ہے تو آمریت اور فسطائیت کو فروغ ملتا ہے، کانگریس کے ترجمان کا کہنا ہے کہ بھاجپا کو مینی فیسٹو کی جگہ معافی نامہ شائع کرنا چاہئے تھا، بھاجپا نے اپنے کتابچہ میں صرف ایک بار کانگریس اور چھ بار یو پی اے کا لفظ استعمال کیا ہے۔

ادھر کانگریس نے بھی اپنے مینی فیسٹو میں وعدوں کی بارش کر دی ہے، بلکہ وعدوں کے اعتبار سے یہ سب سے بڑا انتخابی منشور ہے، بی جے پی نے ترانوے وعدے کیے ہیں، جب کہ کانگریس کے انتخابی منشور میں یہ تعداد چار سو تاسی تک پہونچ گئی ہے، کانگریس نے روزگار کے مسئلہ کو اہمیت دے کر نئی نسل کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے، اس نے مارچ ۲۰۲۰ تک بائیس لاکھ سرکاری نوکریاں، دس لاکھ گرام سیوک کی بحالی اور منریگا کے تحت روزگار کے سو دن کو بڑھا کر ایک سو پچاس دن کرنے کا وعدہ کیا ہے، تعلیم کے میدان میں گھریلو آمدنی سے چھ فی صد سے زیادہ خرچ اور آئی آئی ٹی جیسے اداروں میں سیٹیں بڑھانے کی بھی بات کہی ہے، پارلیامنٹ اور راجیہ سبھا میں بھی تینتیس فی صد رزرویشن دینے کا اعلان کیا ہے۔

اعداد وشمار کا تقابلی مطالعہ بتاتا ہے کہ بھاجپا نے وکاس یعنی ترقی کا لفظ ۲۳/بار جبکہ کانگریس نے ۷۹ بار اس لفظ کا استعمال کیا ہے۔ مسلمان دونوں منشور میں حاشیے سے بھی کم جگہ پا سکے ہیں، سات بار بھاجپا اور گیارہ بار کانگریس کے مینو فیسٹو میں اس کا ذکر آسکا ہے، جو دونوں پارٹیوں کے کتابچہ میں استعمال کیے جانے والے الفاظ میں سب سے کم ہے۔

راجد نے اپنے منشور میں پرائیوٹ نوکریوں میں رزرویشن پر زور دیا ہے، اقلیتوں اور پس ماندہ طبقات کو ترقی کی شاہ راہ پر ڈالنے کا وعدہ کیا ہے اور پاسبان کی کاٹ کے لئے تاڑی پر سے روک ہٹانے کی بات بھی مینی فسٹو میں درج ہے، منشور میں تعلیم، صحت اور خواتین کی حفاظت جیسے اہم مسائل پر توجہ دی گئی ہے، ظاہر ہے یہ سب وعدے ہیں اور وعدے عموماً وفا نہیں ہوتے، یہی ہمیشہ سے وعدوں کا مقدر رہا ہے۔ منشور رام بلاس کی پارٹی لوجپا نے بھی جاری کیا ہے، لیکن ان ڈی اے کی شریک پارٹی کو اپنے مینی فسٹو کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیوں کہ لوجپا کے ممبران پارلیامنٹ وہی بولیں گے جو بی جے پی بولوانا چاہے گی۔

مالدیپ۔سیاسی اتار چڑھاؤ

مالدیپ بارہ سو جزیروں پر مشتمل نوے ہزار کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہندوستان کا پڑوسی ملک ہے، یہ لکشدیپ سے صرف سات سو پچاس کلومیٹر دور ہے، مالدیپ میں سیاسی اتار چڑھاؤ آتا رہا ہے، گذشتہ سال صدارتی انتخاب میں مالدیپ ڈیموکریٹک پارٹی (ام ڈی پی) کے امیدوار ابراہیم محمد صالح نے اس وقت کے صدر پروگریسو پارٹی آف مالدیپ (پی پی ام) کے امیدوار عبد اللہ یامین کو شکست دی تھی، ام ڈی پی دراصل نشید کی پارٹی ہے، جنہوں نے نومبر ۲۰۰۸ء میں مالدیپ کے تیس سال تک برسر اقتدار رہے صدر مامون عبد القیوم کو ہرایا تھا، لیکن ۲۰۱۲ء میں انہیں اس الزام میں اقتدار سے الگ ہونا پڑا تھا کہ انہوں نے فوج کو حکم دے کر ایک جج کو قید کروا دیا تھا، ۲۰۱۳ء کے انتخاب میں عبد اللہ یامین صدر بنے اور نشید اور ان کی پارٹی کے خلاف کارروائی ہوئی جس کے نتیجے میں مارچ ۲۰۱۵ء میں انہیں تیرہ سال کی سزا ہو گئی وہ علاج کے لیے برطانیہ گیے اور وہاں سے لوٹ کر سری لنکا میں سیاسی پناہ حاصل کر لی، ۲۰۱۸ء میں صدارت کی کرسی پھر سے نشید کی پارٹی کو مل گئی، اکتوبر ۲۰۱۸ء میں سپریم کورٹ نے نشید کو ثبوت کی عدم دستیابی کا فائدہ دے کر سارے الزامات سے بری کر دیا، اس طرح ان کے ملک لوٹنے کا راستہ صاف ہو گیا، نومبر ۲۰۱۸ء میں وہ ملک لوٹ آئے اور ملک بھر میں سیاسی ریلیاں کر کے ایم ڈی پی کی ساکھ کو مضبوط کیا، جس کے نتیجہ میں پہلے صدارت کی کرسی ان کی پارٹی کو ملی اور اب پارلیامنٹ کے انتخاب میں بھی ان کی پارٹی نے ۸۷ میں سے ساٹھ سیٹیں جیت کر اپنا دبدبہ قائم رکھا ہے، انکی اہم مخالف پارٹی پی پی ام کو صرف سات سیٹوں پر اکتفا کرنا پڑا نشید کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ وہ ہندوستان سے بہت قریب ہیں اور ہندوستان کے اشارے پر مالدیپ میں چین کے عمل دخل کو محدود اور کم کرنے کے حامی ہیں، ۲۰۱۷ء میں چین کے بحری جہاز مالے پہونچے تھے، جس سے ہندوستان کی تشویش بڑھی تھی، مالدیپ کی مجبوری یہ ہے کہ اس نے چین سے نو ہزار کروڑ روپے کا قرض لے رکھا ہے، یہ اس کے مجموعی قرض کا اسی فی صد ہے، اس کا فائدہ اٹھا کر چین نے مالدیپ کے سولہ جزیرے لیز پر لے لیا ہے، جہاں چین نے تعمیری کام شروع کر رکھے ہیں، ہندوستان اپنے پڑوس میں بڑھتی چین کی سرگرمی سے خاصی تشویش میں ہے، اسے خوف ہے کہ صورت حال کہیں سری لنکا جیسی نہ بن جائے، جہاں چین نے قرض کے بدلے ہمبن ٹوٹا پورٹ سری لنکا سے ننانوے سال کی لیز پر لے رکھا ہے، اگر نوبت یہاں تک پہونچتی ہے تو یہ ہندوستان کے لیے مستقل دردسر ہو جائے گا۔

اردو کا مسئلہ

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے چھ اضلاع میں خصوصی تربیتی اجلاس کا اہتمام کیا تھا، اس اجلاس میں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی امیر شریعت دامت برکاتہم نے مختلف علاقوں سے آئے نمائندوں کی معروضات سنیں، بہت سارے مسائل سامنے آئے، ان میں ایک بڑا مسئلہ اردو کے حوالہ سے تھا، اسکولوں میں اساتذہ کی کمی کا شکوہ بار بار کیا گیا اور سرکاری سطح پر اردو کے فروغ میں ہو رہی کمی اور کوتاہی کا ذکر بھی کیا گیا، لیکن یہ بات آپ کے لیے حیرت کی ہوگی کہ درخواستیں حضرت کی خدمت میں ہندی میں پیش کی گئیں، حضرت نے اسے اردو میں پیش کرنے کو کہا اور بار بار اپنی تقریروں میں اس بات کا اعادہ کیا کہ زبان کی حفاظت ہم سب کی ذمہ داری ہے، ہم اپنے لکھنے، پڑھنے اور بولنے کی زبان اردو رکھیں گے تو اردو زندہ رہے گی، یہودیوں کی قومی زبان ہبرو یعنی عبرانی کو اس کے بولنے والوں نے بائیس سو سال تک گھروں میں زندہ رکھا اور اسرائیل کے قیام کے بعد جو پہلا ڈکلیریشن آیا اس میں ہبرو وہاں کی سرکاری زبان بن گئی۔

واقعہ یہ ہے کہ ہم اردو کی زبوں حالی کا رونا روتے ہیں، ماتم کرتے ہیں، لیکن ہمیں خوب اچھی طرح یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ زبان ماتم اور نوحہ سے باقی نہیں رہتی، ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ اب مسجد میں دعاؤں کی تختی بھی ہندی میں لگ رہی ہے، ہمارے گھروں میں اخبارات ہندی اور انگریزی کے آرہے ہیں، اردو اخبار کو قاری کی کمی کا شکوہ ہے، ہمارے بچے اسکول میں اردو بطور سبجیکٹ نہیں رکھتے، وہ اردو پڑھنے سے کتراتے ہیں، گھروں میں اب پڑھنے پڑھانے کے بجائے بچہ کو کم عمری میں کنونٹ میں داخل کر دیا جاتا ہے، ہماری ترجیحات انگلش میڈیم اسکول ہیں، ہم اپنے بچے کے فر فر انگریزی بولنے پر فخر کرتے ہیں اور اسے اردو بولنا، لکھنا، پڑھنا نہیں آتا اس پر ہمیں کوئی ندامت نہیں ہوتی، جب تک یہ مزاج باقی رہے گا، ہم اردو کو اس کا مقام نہیں دلوا سکتے، کیوں کہ ہم یہ لڑائی سرکاری سطح پر نہیں داخلی سطح پر ہار چکے ہیں، داخلی شکست کو فتح میں بدلنا خارجی شکست کے مقابلہ میں زیادہ دشوار ہوتا ہے۔

تاریخ اسلام

طارق بن زیاد۔ایک عظیم اسلامی سپہ سالار

: مولانا رضوان احمد ندوی

اُموی عہد حکومت کو فتوحات کی کثرت کے لحاظ سے عہد زریں کہا جاسکتا ہے،اس دور کے خلیفہ ولید بن عبدالملک (۷۰۵ءتا۷۱۳) نے اپنے ۹/سالہ دورحکومت میں بہت سے کارہائے نمایاں خدمات انجام دیں ان کے دور کا سب سے بڑا کارنامہ اندلس کی فتح ہے، اندلس کو فتح کرنے کے لئے عہد عثمانی اور عہد امیر معاویہ میں بھی جد وجہد کی گئی،مگراس کا سہرا دمشق کے خلیفہ ولید کے سر جاتا ہے،ان کی خوش قسمتی تھی کہ انہیں موسیٰ بن نصر اور طارق بن زیاد جیسے جلیل القدر سپہ سالار اور فاتح مل گئے جنہوں نے اندلس پر اسلام کا پرچم لہرایا،۷۱۱ءمیں موسیٰ بن نصر جو شمال افریقہ کے والی تھےان کی قیادت وسرکردگی میں ان کے آزاد کردہ غلام اور تجربہ کار جنرل طارق بن زیاد نے اندلس کو فتح کیا اس زمانہ میں اندلس کے اندر گاندھ خاندان کی حکومت تھی جو اپنی شان وشوکت میں سلطنت روما کی جانشیں سمجھی جاتی تھی، جب ساتویں صدی عیسوی میں اس قوم نے عیسائی مذہب کو قبول کرلیا تو اس نے یہاں کے یہودیوں کو غلام بنانا شروع کردیا حالانکہ علوم وفنون اور تجارت کے اعتبار سے یہودیوں کو عیسائیوں پر فضیلت حاصل تھی،عیسائی عام طور پر عیش پسند تھے،اس کے برخلاف یہودیوں میں جفاکشی تھی لیکن وہ تعداد میں کم تھے اور حکومت عیسائی کی تھی اس کے بادشاہ وٹیزا اگرچہ برسر اقتدار تھے لیکن یہاں کے پادری امور سلطنت میں اس طرح دخیل تھے کہ بادشاہ ان کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرسکتے تھے، یہاں تک کہ اگر کوئی پادری بادشاہ کو معزول کرنا چاہتا تو بس ایک فرمان کے ذریعہ بادشاہ کو علاحدہ کردیا جاتا اور اس کے خلاف کوئی اپیل بھی نہیں کی جاسکتی تھی، بادشاہ وئیزا پادریوں کے اثر ورسوخ کو ختم کرنے کی خاموش جدوجہد کی، پادری کو اس کا علم ہوا تو اس نے وٹیزا کو معزول کردیا اور اس کی جگہ ایک فوجی افسر لرزیق کو تخت وتاج پر بٹھادیا،اس زمانے میں افریقہ کے شمال ساحل پر سبط نامی ایک قلعہ تھا جس میں جولین نامی یونانی سردار رہا کرتا تھا، اس کے وئیزا سے خوشگوار تعلقات تھے،اسی بنیاد پر اس نے اپنی ایک لڑکی سے جولین کی شادی کردی،اس سے ایک لڑکی تولد ہوئی جو شاہی خاندان کے رسم ورواج کے مطابق نانا وٹیرا کی پرورش وپرداخت میں تھی،لیکن جب وئیزا معزول ہوگیا تو وہ لڑکی نئے بادشاہ لرزیق کی تربیت میں آگئی اور پھر وہ اس کی ہوسنا کی کا شکار ہونے لگی، جو ہر کسی کے لئے غیرت کی بات تھی، اس ظالم بادشاہ کے ظلم واستبداد سے نجات حاصل کرنے کی کوشش شروع ہوئی کسی طرح جولین نے بڑی حکمت ودوراندیشی کے ساتھ اپنی لڑکی کو اس کے پنجہ ظلم سے چھڑالیا،مگر انتقامی جذبہ اس کے دل میں پرورش پانے لگا،اس نے شہر قیروان میں موسی بن نصر سے ملاقات کی اور اندلس کے ناگفتہ بہ حالات پر تبادلہ خیال کیا اور وہاں کی رعایا کو پادریوں کے ظلم واستبداد سے نجات دلانے کی درخواست کی، موسیٰ بن نصر نے غور وفکر کے بعد وہاں کے حالات سے آگہی حاصل کی اور جب اطمینان خاطر ہوا تو خلیفہ ولید بن عبدالملک سے اجازت طلب کی ،اوران کی اجازت سے موسیٰ بن نصر نے اپنے پرجوش اور بلند ہمت سپہ سالار طارق بن زیاد کو سات ہزار فوج کے ساتھ چار کشتی پر اندلس کی طرف روانہ کیا اس جزیرہ نما اندلس کے تین سمتوں میں تین سمندر ہے مشرق میں بحر روم ہے، مغرب کی طرف اٹلانٹک ہے اور جنوب میں جبرالٹر ہے جو بعد میں جبل طارق سے منسوب ہوا، طارق کی فوج روانہ ہوئی، ابھی یہ لوگ راستہ میں ہی تھے کہ طارق پر غنودگی طاری ہوگئی، اس نے خواب دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارے ہاتھ میں اندلس فتح ہوگا، اسی شان سے قدم بڑھائے جاؤ، اس مقدس خواب نے طارق اور اس کے فوج کے اندر نئی طاقت وتوانائی پیدا کردی وہ اپنے قافلہ کے ساتھ اندلس کے جبل الطارق کے ساحل پر اترے، اپنی کشتی کو نذر آتش کردی اور اپنے ساتھیوں کو بتادیا کہ واپس جانے کا اب کوئی راستہ نہیں ہے، ہمارے پیچھے سمندر ہے، اور آگے دشمن کی فوج ہے، طارق بن زیاد کی وہ تاریخی تقریر دینی حمیت اور اسلامی غیرت کی مثال ہے ۔انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم صرف پامردی اور استقلال میں نجات ہے، یہی وہ فتح مند فوجیں ہیں جو مغلوب نہیں ہوسکتیں، اگر یہ باتیں موجود ہیں تو تعداد کی قلت سے کوئی نقصان نہیں پہونچ سکتا اور بزدلی، کاہلی وسستی، نامردی، اختلاف اور غرور کے ساتھ تعداد کی کثرت کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتی، ذلت پر راضی نہ ہونا اور اپنے کو دشمن کے حوالہ نہ کرنا، خدا نے مشقت اور جفاکشی کے ذریعہ دنیا میں تمہارے لئے جو عزت وشرف اور راحت اور آخرت میں شہادت کا جو ثواب مقدر کیا ہے، اس کی طرف بڑھو، خدا کی پناہ اور حمایت کے باوجود اگر تم ذلت پر راضی ہوگئے تو بڑے گھاٹے میں رہو گے، دوسرے مسلمان تم کو برے الفاظ سے یاد کریں گے(تاریخ اسلام حصہ دوم)

اس پرجوش تقریر نے فوجیوں کے اندر نیا عزم اور نیا حوصلہ پیدا کردیا، ان کا جوش وخروش دوبالا ہوگیا، چنانچہ طارق کی فوج آگے کی طرف بڑھی، دوسری طرف اندلس کے شاہ لرزیق کا فوجی کمانڈر تدبیر ایک لاکھ عیسائی فوج کے ساتھ صوبہ دار مرسیہ میں تھا، اسلامی افواج کو دیکھ کر حواس باختہ ہوگیا، جبکہ وہ پورے طور پر فوجی ساز وباز، اسلحہ اور گھوڑوں کے ساتھ تھا، اور ملک کے ۶۰ لاکھ عیسائی ان کی مدد کررہے تھے، دونوں افواج کا مقابلہ ہوا، طارق کے جانباز سپاہیوں نے تدبیر کی فوج کو پیچھے دھکیلنے میں کامیابی حاصل کرتے ہوئے پیش قدمی کرتے رہے، اب شاہ لرزیق بھی سامنے آگیا، جب موسیٰ بن نصر کو معلوم ہوا تو اس نے پانچ ہزار کی فوج بغرض کمک روانہ کردی اس طرح طارق کی فوج ۱۲/ہزار کی ہوگئی، ان جوانمرد فوجیوں نے عیسائی افواج کی اینٹ سے اینٹ بجادی اس طرح یہ جنگ ایک ہفتہ تک جاری رہی، عیسائیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا ان کے بہت سے سپاہی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے، شاہ لرزیق بھی بھاگتا ہوا دریا میں ڈوب گیا، اس طرح مسلمانوں کو اللہ نے فتح عطا کی اور اندلس اسلامی حکومت کے زیر اثر آگیا، طارق بن زیاد نے موسیٰ بن نصر کو فتح کی خوشخبری سنائی وہ بھی بہت خوش ہوئے ادھر طارق نے اپنے بہادر نائب مغیث الرومی کو قرطبہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود طلیلہ کی طرف روانہ ہوگئے، اسلامی سپہ سالاروں کے رعب ودبدبہ سے یہاں کی فوج نے شکست کھائی، مسلم جانبازوں کو بہت زیادہ مزاحمت نہیں کرنی پڑی، جب اسلامی افواج کی پیش قدمی بڑھتی گئی تو ولید بن عبدالملک کو تشویش ہوئی کہ مرکز حکومت سے ان لوگوں کا اس قدر دور رہنا مناسب نہیں ہے، قاصد کو بھیج کر طلب کرلیا، چنانچہ طارق واپس لوٹ آئے اور مال غنیمت وجواہرات خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا، یہ بہت خوش ہوئے اور موسیٰ بن نصر اور طارق کو گلے لگایا ابھی اس واقعہ کو چند دن ہی گذرے تھے خلیفہ ولید بن عبدالملک چل بسے اور سلیمان بن عبدالملک تخت نشیں ہوئے ان کے وزراء نے موسیٰ اور طارق کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا دیا جس کے باعث ان دونوں عظیم سپہ سالاروں کی عسکری زندگی کا خاتمہ ہوگیا، یہاں تک کہ طارق کی وفات کا سال بھی مورخوں کو معلوم نہ ہوسکا، طارق اگرچہ اندلس میں دوبارہ نہیں آئے لیکن ان کی اولادیں اندلس میں پھلی پھولیں اور یہاں کے ذی حیثیت معززین میں شمار کی گئیں۔(تاریخ اندلس)

اگر خلیفہ عقل وحکمت سے کام لیا ہوتا اور ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا تو ممکن تھا کہ اس وقت پورے یورپ میں اسلامی جھنڈا بلند ہوتا، البتہ اندلس میں سات سو سالہ اسلامی دورحکومت میں دینی علوم کی خوب آبیاری ہوئی ،اسلامی تہذیب وثقافت کو فروغ ہوا، مگر آخیر میں مسلمانوں کے آپسی تنازع اور مسلکی جھگڑے نے عیسائیوں کو موقعہ فراہم کردیا، جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو حکومت وسیاست سے بے دخل ہونا پڑا۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

نقوش رضواں

: مولانا رضوان احمد ندوی

دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے استاذ تفسیر وحدیث، مربی ومحسن حضرت مولانا محمد رضوان ندوی بیس سال قبل ۱۹۹۹ء کو شہر لکھنؤ میں سڑک کے ایک حادثہ میں رحلت فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون اس وقت مولانا مرحوم کی عمر ۴۴/سال کے قریب تھی، اس لئے وہ ہمہ دم سرگرم اور متحرک رہا کرتے تھے، وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ندوۃ العلماء سے وابستہ ہوگئے اور ایک کامیاب معلم ومدرس اور بے مثال منتظم کی حیثیت سے مشہور ومعروف ہوئے، اس حقیر کو آپ سے حدیث کی کتاب ''ریاض الصالحین'' پڑھنے کا موقعہ ملا، پڑھانے کا انداز بڑا نرالا اور اچھوتا تھا، درسگاہ میں خود بھی چاق وچوبند رہتے اور ہم طلبہ کو بھی اپنی باغ وبہار طبیعت سے تازہ دم رکھتے تھے، طلبہ پر اس درجہ شفیق تھے کہ بسا اوقات ان کی ضرورتوں کو خاموشی سے پوری کرتے، جب کبھی وہ ندوۃ کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن عربی میں خطبہ دیتے تو سامعین بڑی دلچسپی سے ان کے خطبہ کو سنتے، خطابت میں بڑی برجستگی، سادگی اور روانی ہوتی تھی، عربی کی طرح اردو کی تقریریں بھی بڑی پرکیف ہوتیں، قدرت نے انہیں افہام وتفہیم کی بے پناہ صلاحتیں ودیعت کررکھی تھی، وہ ایک عرصہ تک بانگ درا لکھنؤ کے مدیر بھی رہے اور اپنے ادارتی نوٹ سے قارئین کی صحیح ذہنی وفکری تربیت کرتے رہے، لیکن مولانا مرحوم کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلم بچیوں کی دینی واخلاقی تعلیم وتربیت اور مثالی خاتون بن کر زندگی گذارنے کے لئے ۱۹۹۳ء میں جامعۃ المؤمنات الاسلامیہ کے نام سے دوبگا لکھنؤ میں ایک ادارہ کی داغ بیل ڈالی جو اس وقت ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے ایک معیاری درسگاہ کی حیثیت سے متعارف ہے، خوشی کی بات یہ ہے کہ ادارہ کے نگراں اور مولانا مرحوم کے داماد مولانا نجیب الحسن صدیقی ندوی نے اس قابل قدر ہستی کی زندگی کے نقوش کو یکجا اور روشن کرنے کے لئے ''نقوش رضواں'' کے نام سے یہ کتاب مرتب کی، ۲۸۰ صفحات پر مشتمل یہ پانچ ابواب میں منقسم ہے، پہلے باب میں مولانا مرحوم کے اساتذہ کرام کے احساسات وخیالات کو جمع کردیا ہے ان میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور مولانا نذر الحفیظ ندوی کا مضمون بے حد معلوماتی ہے، دوسرے باب میں مولانا کے احباب ومعاصرین کی دلکش تحریریں ہیں۔ تیسرے باب میں شاگردوں کے عقیدتمندانہ تاثرات ہیں۔ چوتھے باب میں مولانا کے خویش واقارب کی نگارشات ہیں جن میں مرتب کتاب مولانا نجیب الحسن صدیقی ندوی کا مضمون قابل تحسین ہے، نیز مولانا مرحوم کی لڑکی آمنہ رضوان نے گھریلو تربیت کی جو منظر کشی کی ہے وہ ہر والدین کے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے، اور آخری باب میں ماہنامہ بانگ درا، تعمیر حیات اور الرائد میں مولانا کے چند مطبوعہ قلمی آثار کو جمع کردیا گیا ہے، اسی طرح جابجا مولانا کے اقوال زریں کے اقتباسات بھی کتاب کے حسن کو دوبالا کرنے میں معین ومددگار ثابت ہوئے ہیں، اس کتاب کے بیشتر مضامین مختلف رسائل وجرائد میں بکھرے ہوئے تھے اب وہ سب یکجا ہونے کے باعث ہم سبھوں کے لئے مولانا کی متنوع شخصیت اور فکر وفن کو سمجھنے میں آسانی ہوگئی ہے، جنہوں نے مولانا کو نہیں پڑھا ہے ان کے لئے یہ کتاب شوق انگیز اور باعث کشش ہوگئی ہاں اگر اس کی ترتیب کچھ اس طرح رکھی جاتی کہ پہلے مولانا کی پیدائش اور حالات زندگی پر اہل قلم کی نگارشات کو جگہ دی جاتی، پھر ان کی عملی وتدریسی خدمات اور ملی کاموں پر لکھے گئے مضامین شائع ہوتے تو قارئین کے سامنے مولانا کی شخصیت کے متاثر کن گوشے سامنے آجاتے اور انہیں استفادہ کا زیادہ موقع ملتا، ویسے فاضل مرتب نے جو کچھ بھی کیا وہ ایک بڑا علمی کارنامہ ہے، اللہ انہیں جزائے خیر دے، کتاب ظاہری اور معنوی خوبیوں کی حامل ہے، کاغذ اور طباعت بھی معیاری ہے امید ہے کہ سیرت وسوانح سے دلچسپی رکھنے والے باذوق اصحاب کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اس کو اپنے مطالعہ میں رکھیں گے، یہ کتاب مکتبہ ندویہ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس نمبر ۹۳ لکھنؤ ۷ سے طلب کرسکتے ہیں، قیمت ۲۵۰ روپے طبع ہے، آپ کو کتنے میں دستیاب ہوگی اس کے لئے موبائل نمبر 8960997707 پر رابطہ کریں۔

ماہ شعبان اور شب برأت

مولانا ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اسلامی کیلنڈر کے مطابق شعبان المعظم آٹھواں مہینہ ہے، جو رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ احادیث کی روشنی میں بلا شبہ یہ ماہ بہت سی فضیلتوں کا حامل ہے، چنانچہ رمضان کے بعد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ روزے اسی ماہ میں رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پورے مہینے کے روزہ رکھتے نہیں دیکھا، سوائے شعبان کے کہ اس کے تقریباً پورے دنوں میں آپ روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

اسی مضمون کی ایک روایت ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ سے ترمذی میں مذکور ہے؛ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں (نفلی) روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ایک مہینہ ہے جس کی برکت سے لوگ غافل ہیں، اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ (نسائی، الترغیب والترھیب، مسند احمد، ابو داؤد) محدثین کی ایک بڑی جماعت کی رائے ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے تقریباً مکمل مہینے میں روزہ رکھتے تھے، میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو شعبان کے روزہ بہت پسند ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سال انتقال کرنے والوں کے نام اس ماہ میں لکھ دیتا ہے، میری خواہش ہے کہ میری موت کا فیصلہ اس حال میں ہو کہ میں روزہ سے ہوں۔ (رواہ ابویعلی وھو غریب واسنادہ حسن)

بعض دیگر احایث میں شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ اس کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں دشواری نہ ہو۔ (بخاری، کتاب الصوم، مسلم، کتاب الصیام)

مذکورہ واس طرح کی متعدد احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ماہ شعبان بلاشبہ بہت سی فضیلتوں کا حامل ہے اور اس ماہ کے آخری دو تین دن کے علاوہ اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ روزہ رکھنا چاہئے۔

اس ماہ کی پندرہویں رات کو شب برأت کہا جاتا ہے، جو ۱۴/تاریخ کے سورج غروب ہونے سے شروع ہوتی ہے اور ۱۵/تاریخ کی صبح صادق تک رہتی ہے۔ شب برأت فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی: نجات پانے کی رات کے ہیں، چونکہ اس رات میں بے شمار گناہگاروں کی مغفرت کی جاتی ہے، اس لئے اس شب کو شب برأت کہا جاتا ہے ،اس رات کی فضیلت کے سلسلہ میں علماء کے درمیان زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت کا بالکلیہ انکار کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ بعض مشہور ومعروف مفسرین (مثلاً حضرت عکرمہؒ) نے تو قرآن کی آیت ”اِنَّآ اَنْزَلْنٰـهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبٰـرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ. فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ (سورۃ الدخان ۳-٤) سے مراد شعبان کی پندرہویں رات (شب برأت) لی ہے، اور ہر زمانے کے مشہور ومعروف مفسرین نے اپنی تفسیروں میں حضرت عکرمہؒ کی تفسیر کو ذکر کیا ہے، اگرچہ جمہور علماء کی رائے میں اس آیت سے مراد شب قدر ہے، مگر قابل غور بات یہ ہے کہ اگر شب برأت کی کوئی حقیقت ہی نہ ہوتی تو مشہور ومعروف مفسرین اس آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہؒ کی تفسیر کا ذکر کیوں کرتے، بلکہ اس کی مخالفت کرتے۔

شب برأت کی فضیلت کے متعلق تقریباً ۱۷/صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے احادیث مروی ہیں، جن میں سے بعض صحیح ہیں، جن کی صحت کا اعتراف شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ جیسے محدث نے بھی کیا ہے، اگرچہ دیگر احادیث کی سند میں ضعف موجود ہے لیکن وہ کم از کم قابل استدلال ضرور ہیں اور احادیث کی اتنی بڑی تعداد کو رد کرنا درست نہیں ہے، نیز امت مسلمہ کا شروع سے اس پر معمول بھی چلا آرہا ہے۔ لہذا علم حدیث کے قاعدہ کے مطابق ”اگر حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو لیکن امت مسلمہ کا عمل اس پر چلا آرہا ہو تو اس حدیث کو بھی قوت حاصل ہوجاتی ہے اور وہ قابل اعتبار قرار دی جاتی ہے۔“ ان احادیث پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز اس باب کی احادیث مختلف سندوں کے ساتھ وارد ہوئی ہیں اگرچہ بعض احادیث کی سند میں ضعف ہے لیکن علم حدیث کے قاعدہ کے مطابق ایک دوسرے سے تقویت لے کر یہ احادیث حسن لغیرہ بن جاتی ہیں جس کا اعتراف متعدد بڑے بڑے محدثین نے بھی کیا ہے۔ عقل سے بھی سوچیں کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ مختلف ملکوں اور مختلف شہروں میں رہنے والے حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی ایک جھوٹی بات کو منسوب کرنے میں متفق ہوگئے، نیز سب نے شعبان کی ۱۵/تاریخ کو ہی کیوں اختیار کیا، کوئی دوسری تاریخ یا کوئی دوسرا مہینہ کیوں اختیار نہیں کیا؟

ان احادیث سے شب برأت میں کسی مستقل عمل کو ثابت نہیں کیا جارہا ہے، بلکہ اعمال صالحہ (مثلاً نمازِ فجر وعشاء کی ادائیگی، بقدر توفیق نوافل خاص کر نماز تہجد کی ادائیگی، قرآن کریم کی تلاوت، اللہ کا ذکر، اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی اور دعائیں) کرنے کی رغبت دی جارہی ہے، جن کا تعلق ہر رات سے ہے، اور ان اعمال صالحہ کا احادیث صحیحہ سے ثبوت بھی ملتا ہے، جس پر ساری امت متفق ہے۔ شب برأت بھی ایک رات ہے۔ شب برأت میں کسی قدر اہتمام کے ساتھ ان اعمال صالحہ کی ادائیگی کے لئے علماء ومحققین کی ایک بڑی جماعت کی رائے کے مطابق ۱۷/صحابۂ کرام سے منقول احادیث ثبوت کے لئے کافی ہیں۔

وضاحت: اگر کچھ لوگوں نے غلط رسوم ورواج اس رات میں شروع کردی ہیں، جن میں سے بعض کا ذکر مضمون کے آخر میں آرہا ہے، تو اس کی بنیاد پر ان اعمال صالحہ کو اس رات میں کرنے سے روکا نہیں جاسکتا بلکہ رسم ورواج کے روکنے کا اہتمام کرنا ہوگا، مثلاً عید الفطر کی رات یا دن میں لوگ ناچنے گانے لگیں تو سرے سے عید الفطر کا انکار نہیں کیا جائے گا بلکہ غلط رسم ورواج کو روکنے کا مکمل اہتمام کیا جائے گا، نیز شادی کے موقع پر رسم ورواج اور بدعات کی وجہ سے نکاح ہی سے انکار نہیں کیا جائے گا، بلکہ بدعات اور رسم ورواج کو روکنے کی کوشش کی جائے گی، اسی طرح موت کے وقت اور اس کے بعد کی بدعات وخرافات کو روکنے کی کوشش کی جائے گی نہ کہ تدفین ہی بند کردی جائے۔

شب برأت کی فضیلت سے متعلق چند احادیث:

حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب میں تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور ساری مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والوں کے سب کی مغفرت فرماتا ہے۔ (صحیح ابن حبان، طبرانی، بیہقی)

اسی مضمون کی روایت جو حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے مسند احمد میں موجود ہے کہ قاتل اور بغض رکھنے والوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرماتا ہے، جس کو الحافظ الہیثمی نے مجمع الزوائد میں صحیح قرار دیا ہے۔ اسی مضمون کی روایت حضرت ابوموسی اشعری، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوثعلبہ الخشنی، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عوف بن مالک اور کثیر بن مرہ جیسے اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز لگائی جاتی ہے کہ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کروں؟ ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں عطا کروں؟ ہر سوال کرنے والے کو میں عطا کرتا ہوں، سوائے مشرک اور زنا کرنے والے کے۔ (اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلی، آپ بقیع میں تشریف فرما تھے، آپؐ نے فرمایا: کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اسکے رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گمان ہوا کہ آپ دیگر ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے، تو آپؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی شب کو نچلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے اور اس رات میں بے شمار لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے، مگر مشرک، عداوت کرنے والے، رشتہ توڑنے والے، تکبرانہ طور پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب پینے والے کی طرف اللہ تعالیٰ کی نظر کرم نہیں ہوتی۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ، الترغیب والترھیب)

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس دن روزہ رکھو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے وقت سے سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی رزق کا متلاشی ہے کہ میں اسے رزق عطا کروں؟ کیا کوئی مصیبت کا مارا ہے کہ میں اسکی مصیبت دور کروں؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ حتی کہ صبح صادق کا وقت ہوجاتا ہے۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

اس رات میں ان اعمال صالحہ کا خاص اہتمام کریں:

(۱) عشاء اور فجر کی نمازیں وقت پر ادا کریں (۲) بقدر توفیق نفل نمازیں خاص کر نمازِ تہجد ادا کریں (۳) اگر ممکن ہو تو صلاۃ التسبیح پڑھیں (۴) قرآن پاک کی تلاوت کریں (۵) کثرت سے اللہ کا ذکر کریں (۶) اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں، خاص کر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں (۷) کسی کسی شب برأت میں قبرستان تشریف لے جائیں اور اپنے اور میت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ لیکن ہر شب برأت میں قبرستان جانے کا خاص اہتمام کوئی ضروری نہیں ہے، کیونکہ پوری زندگی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک مرتبہ اس رات میں قبرستان جانا ثابت ہے۔ شب برأت میں پوری رات جاگنا کوئی ضروری نہیں ہے، جتنا آسانی سے ممکن ہو عبادت کرلیں، لیکن یاد رکھیں کہ کسی شخص کو آپ کے جاگنے کی وجہ سے تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔

پندرہویں تاریخ کا روزہ:

شب برأت کی فضیلت کے متعلق بہت سی احادیث موجود ہیں مگر شب برأت کے بعد آنے والے دن کے روزے کے متعلق صرف ایک ضعیف حدیث موجود ہے، لہذا ماہ شعبان میں صرف اور صرف پندرہویں تاریخ کے روزہ رکھنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا یا اس دن روزہ نہ رکھنے والے کو کمتر سمجھنا صحیح نہیں ہے البتہ ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں۔ اس رات میں مندرجہ ذیل اعمال کا احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے، لہذا ان اعمال سے بالکل دور رہیں: (۱) حلوا پکانا کیوں کہ حلوا پکانے سے شب برأت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے (۲) آتش بازی کرنا؛ یہ فضول خرچی ہے، نیز اس سے دوسروں کے املاک کو نقصان پہنچنے کا بھی خدشہ ہے (۳) اجتماعی طور پر قبرستان جانا (۴) قبرستان میں عورتوں کا جانا کیوں کہ عورتوں کا کسی بھی وقت قبرستان جانا منع ہے (۵) قبرستان میں چراغاں کرنا (۶) مختلف قسم کے ڈیکوریشن کا اہتمام کرنا (۷) عورتوں اور مردوں کا اختلاط (۸) قبروں پر چادر چڑھانا، کسی بھی وقت قبروں پر چادر چڑھانا غلط ہے۔

اس رات میں بقدر توفیق انفرادی عبادت کرنی چاہئے۔ لہذا اجتماعی عبادتوں سے حتی الامکان اپنے آپ کو دور رکھیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس رات میں اجتماعی طور پر کوئی عبادت کرنا ثابت نہیں ہے۔ جن گناہ گاروں کی اس بابرکت رات میں بھی مغفرت نہیں ہوتی، وہ یہ ہیں: مشرک، قاتل، والدین کی نافرمانی کرنے والا، بغض عداوت رکھنے والا، رشتہ توڑنے والا، تکبرانہ طور پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والا، شراب پینے والا اور زنا کرنے والا۔ لہذا ہم سب کو تمام گناہوں سے خاص کر ان مذکورہ کبیرہ گناہوں سے بچنا چاہئے۔

مضمون کی طوالت سے بچنے کے لئے صرف چند احادیث کے ذکر پر اکتفاء کیا گیا ہے، اور محدثین کے اقوال پڑھنے کے لئے الشیخ عبدالحفیظ المکی صاحب کی عربی زبان میں کتاب ”فضائل لیلۃ النصف من شعبان“ کا مطالعہ کریں۔

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: سیرت و کردار

مولانا نورالحق رحمانی، استاذ المعہد العالی امارت شرعیہ

اسلام کے دوسرے خلیفہ اور جلیل القدر صحابی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں، آپ اشراف قریش میں سے ہیں، آپ کی کنیت ابوحفص ہے، ام المومنین حضرت ابوحفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت کرتے ہوئے، لقب فاروق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس لقب سے ملقب فرمایا ہے، والد کا نام خطاب ہے، ان کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر مل جاتا ہے، ان کے آٹھویں جد امجد عدی ہیں، جو کعب کے بیٹے ہیں، عدی کے دوسرے بھائی مرہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ہیں، آپ کی پیدائش ہجرت نبوی سے چالیس سال قبل ہوئی، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ سال چھوٹے اور صدیق اکبر سے ساڑھے دس سال چھوٹے تھے، زمانہ جاہلیت میں آپ کے خاندان کا تعلق سفارت سے تھا؛ یعنی جب قریش کی لڑائی دوسرے قبیلوں سے ہوتی تو آپ کے خاندان کے لوگوں کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا تھا؛ لڑکپن میں اونٹ چرانے کا شغل تھا، پھر تجارت کا پیشہ اختیار کیا جو اشراف قریش کا پیشہ تھا، پھر خلافت ملنے تک اسی پیشہ سے وابستہ رہے، آپ نے نسب دانی، سپہ گری، شہسواری اور پہلوانی کی تعلیم بھی حاصل کی، عرب کے نامی پہلوانوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا، سوق عکاظ میں جہاں سالانہ بڑا میلہ لگتا تھا اور اہل فن اکٹھا ہوتے تھے، وہاں آپ کشتی لڑا کرتے تھے، فتوح البلدان کی روایت کے مطابق بعثت نبوی کے وقت سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ جن میں ایک حضرت عمر بھی تھے، آپ سابقین اولین اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح آپ کو بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔

آپ بعثت نبوی کے چھٹے سال مسلمان ہوئے، جبکہ چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام لا چکی ہیں اور وہ اپنی تعداد کی قلت اور قریش کے ظلم کی وجہ سے اپنے اسلام کو چھپاتے تھے، وہ دار ارقم میں جمع ہوئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تعلیم دیتے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام سے انہیں بڑی تقویت حاصل ہوئی اور اللہ کے دین کو سربلندی ملی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسلام لانے سے قبل یہ دعا فرمائی تھی: ”اللهم أعز الإسلام بأحب الرجلين إليك عمر بن الخطاب أو عمرو بن هشام“. (اے اللہ! عمر بن الخطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے جو آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو، ان کے ذریعہ اسلام کو عزت دے۔)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کفر کے زمانے میں اسلام دشمنی میں بڑے سخت تھے، ان کے خاندان میں ان کے بہنوئی اور چچازاد بھائی سعید بن زید مسلمان ہوئے تو ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب بھی مسلمان ہوگئیں، اسی خاندان کے معزز فرد نعیم بن عبداللہ بھی مسلمان ہوئے اور یہ سب اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے قبیلہ کے کسی شخص کے مسلمان ہونے کی خبر ہوئی، اس نے اسلام قبول کرلیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بے تحاشا مارا اور جس جس پر بس چلتا ظلم ڈھاتے اور اسے اسلام سے پھیرنے کی کوشش کرتے؛ لیکن اسلام کا نشہ ایسا تھا جس کو چڑھ جاتا، اترتا نہ تھا؛ لیکن تمام ظلم وتشدد کے باوجود وہ کسی کو اسلام سے پھیرنے میں کامیاب نہ ہوسکے، لیلی بنت خثمہ آپ کی قریبی رشتہ دار تھیں، وہ بھی ان لوگوں کی سختیوں کی وجہ سے تنگ آکر حبشہ ہجرت کرنے لگیں، سامان باندھ رہی تھیں، ان کے شوہر عامر بن ربیعہ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور ان کی سفر کی تیاری اور مشغولیت کو دیکھتے رہے، پھر کہنے لگے: عبداللہ کی ماں جا رہی ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، اللہ کی قسم تم لوگوں نے ہمیں بہت ستایا، اللہ کی زمین کشادہ ہے، کھلی ہے، اب ہم کسی ایسی جگہ ہجرت کر جائیں گے، جہاں اللہ ہمیں چین وسکون عطا کرے، یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر رقت طاری ہوگئی اور وہ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو۔

آخر مجبور ہوکر (نعوذ باللہ) خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا، تلوار کمر سے لگا کر سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے، راہ میں اتفاقاً نعیم بن عبداللہ مل گئے، ان کے تیور دیکھ کر پوچھا خیر ہے؟ بولے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں انہوں نے کہا: پہلے اپنے گھر کی خبر لو، خود تمہارے بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں، فوراً پلٹے اور بہن کے ہاں پہونچے، وہ قرآن پڑھ رہی تھیں، ان کی آہٹ پا کر چپ ہوگئیں اور قرآن کے اجزا چھپا لئے، انہوں نے کہا: میں سن چکا ہوں، تم دونوں مرتد ہوگئے ہو، یہ کہہ کر بہنوئی سے دست وگریبان ہوئے اور جب ان کی بہن بچانے کو آئیں تو ان کی بھی خبر لی، یہاں تک کہ ان کا جسم لہولہان ہوگیا؛ لیکن اسلام کی محبت اس سے بالاتر تھی، بولیں کہ عمر جو بن آئے کرو، لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا، ان الفاظ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل پر خاص اثر کیا، بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا، ان کے جسم سے خون جاری تھا، دیکھ کر اور بھی رقت ہوئی، فرمایا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے، مجھ کو بھی سناؤ، فاطمہ نے قرآن کے اجزا لاکر سامنے رکھ دیئے، اٹھا کر دیکھا تو یہ سورہ تھی: ﴿سبح للّٰه ما في السمٰوات والارض وهو العزيز الحكيم﴾ (الحديد: ۱) (زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے اللہ کی تسبیح پڑھتا ہے اور وہ غالب وحکمت والا ہے۔) ایک ایک لفظ پر ان کا دل مرعوب ہوتا جاتا تھا، یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے: ﴿آمنوا باللّٰه ورسوله﴾ (الحديد) (اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ) تو بے اختیار پکار اٹھے کہ ”أشهد أن لا إله إلا اللّٰه وأشهد أن محمدا رسول اللّٰه“. (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے پیغمبر ہیں۔)

یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم کے مکان میں جو کوہ صفا میں واقع تھا پناہ گزیں تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آستانہ مبارک پر پہنچ کر دستک دی، چوں کہ شمشیر بکف گئے تھے، صحابہ کو تردد ہوا؛ لیکن امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آنے دو، مخلصانہ آ رہا ہے تو بہتر ہے، ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا: کیوں عمر کس ارادے سے آیا ہے؟ نبوت کی پرجلال آواز نے ان کو کپکپا دیا، نہایت خشوع کے ساتھ عرض کیا کہ ایمان لانے کے لیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور ساتھ ہی صحابہ نے مل کر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

ان سے دو چار دنوں قبل حضور کے چچا سید الشہداء نے اسلام قبول کیا تھا، قریش کی ان دونوں معزز شخصیتوں کے اسلام لانے سے دین حق کو تقویت اور سربلندی حاصل ہوئی، مسلمان جو پہلے اپنے مذہبی فرائض نماز وغیرہ کو کھلم کھلا ادا نہیں کرسکتے تھے، دفعتاً یہ حالت بدل گئی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ہم اپنے دین کو کیوں چھپائیں، جب تو ہم حق پر ہیں اور دشمن باطل پر، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، میں جس مجلس میں بھی کفر ایمان کے ساتھ بیٹھا ہوں، وہاں ایمان کے ساتھ بیٹھوں گا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک صف کے ساتھ کعبہ کی طرف نکلے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی دوسری جماعت کے ساتھ کعبہ کی طرف نکلے اور کعبہ میں نماز پڑھی، جس سے قریش کو غم واندوہ لاحق ہوا، اسی لیے آپ کو فاروق کے لقب سے نوازا گیا، اس لیے کہ انہوں نے حق وباطل کے درمیان تفریق کی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام اسلام کی فتح تھی اور ان کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپ کی خلافت وامارت رحمت تھی، ہم نے دیکھا کہ ہم بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے کعبہ میں نماز پڑھی، آپ مسلمانوں کی طرف سے دفاع کرتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کرتے رہے، یہاں تک کہ انہیں ہجرت کی اجازت دی گئی، مسلمانوں نے تو چھپ کر ہجرت کی سوائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کہ آپ اپنی بہادری اور سخت پکڑ کی وجہ سے اور قریش میں اپنے اثر ورسوخ کی بنا پر اعلانیہ طور پر ہجرت کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص پوشیدہ طور پر ہجرت کی؛ لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو ایک ہاتھ میں برہنہ تلوار لی، دوسرے میں تیر اور پشت پر کمان کو لگا کر خانہ کعبہ کی طرف تشریف لائے، قریش کے لوگ کعبہ کے صحن میں تھے، کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس آکر دو رکعت نماز ادا کی، پھر سرداران قریش کے حلقہ میں تشریف لائے اور ان سے مخاطب ہوکر فرمایا: تمہارے چہرے سیاہ ہوں، جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کی ماں اسے روئے اور وہ اپنے بچے کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرے، وہ اس وادی کے پیچھے آکر مجھ سے مقابلہ کرلے؛ لیکن مشرکین میں سے کسی نے ان کا پیچھا نہیں کیا اور انہیں ہجرت سے نہیں روکا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شخصیت بڑی جامع تھی، ان کی شخصیت کے بہت سے اہم پہلو ہیں، اپنی بعض خصوصیات کی بنا پر وہ تمام صحابہ پر فوقیت رکھتے ہیں، خصوصاً اصابت رائے، دور بینی اور دقت نظر میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی، یا میرے رب نے میری موافقت کی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیتے، اس پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى﴾ (البقرة: ۱۲۵) (اور تم لوگ مقام ابراہیم کو جائے نماز مقرر کرلو۔) اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کے پاس اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں تو کیا اچھا ہوتا کہ آپ امہات المومنین کو پردہ کا حکم دیتے، اس پر اللہ نے آیت حجاب نازل فرمایا اور مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کو عتاب فرمایا ہے تو میں ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم اپنی حرکت سے باز آجاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو تم سے بہتر بیویاں عطا کرے گا، اس پر ایک بیوی نے آکر مجھ سے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود عورتوں کو نصیحت نہیں کرسکتے کہ تم نصیحت کرنے آئے ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿عسى ربه ان طلقكن ان يبدله ازواجا خيرا منكن﴾ (التحريم: ۵۱) (اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں طلاق دیدیں تو ہوسکتا ہے کہ ان کا رب انہیں تم سے زیادہ اچھی بیویاں عطا کرے۔) اسی طرح بدر کے قیدیوں کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام سے مشورہ فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ان سب کو قتل کردیا جائے؛ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ مشورہ دیا کہ عفو ودرگذر سے کام لیا جائے اور فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دوسری رائے پر عمل فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”نبی کے ہاتھ میں قیدی نہیں چاہئیں، جب تک کہ ملک میں اچھی خونریزی کی جنگ نہ ہوجائے“۔ (انفال: ٦٧)

عبداللہ بن ابی سلول منافق کا جب انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بلایا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ اللہ کے دشمن کی نماز جنازہ پڑھیں گے، جس نے ایسا ایسا کہا اور اس کے واقعات ذکر کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے تھے، جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے باصرار آپ کو نماز پڑھانے سے روکنا چاہا تو آپ نے فرمایا: عمر بس کرو، رہنے دو، مجھے اس سلسلہ میں اختیار دیا گیا ہے، مجھ سے فرمایا گیا ہے: ”آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں (دونوں برابر ہے)“ **(بقیہ صفحہ ۱۰ پر)**

بچوں کی تربیت میں نفسیات کی رعایت

مولانا فیروز عالم ندوی

انسان کے کردار وعمل اور ذہنی ساخت کے علمی مطالعہ کو نفسیات کہا جاتا ہے۔انسان اپنی زندگی میں مختلف مراحل سے گزرتا ہے،اس میں سب سے پہلا اور اہم مرحلہ بچپن کا ہوتا ہے۔عمر کے اسی مرحلہ میں طرز زندگی کی بنیاد پڑتی ہے اور اس کا رخ متعین ہوتا ہے۔انسانی فطرت کے رو سے بچپن کا زمانہ ہی طرز عمل کی بنیاد رکھنے کا اہم اور مناسب وقت ہے، اس عمر میں فکر وعمل کو جس سانچے اور قالب میں ڈھال دیا جائے گا اسی کا اثر جوانی اور پھر بڑھاپے تک رہے گا۔ چونکہ بچہ دودھ پینے کے زمانہ سے ہی والدین کے تعلقات،ان کے رویہ اور طریقہ تربیت سے پوری طرح متاثر ہوتا ہے۔اس لیے بچے کی شخصیت پر خاندانی رویوں، رجحانات اور اقدار کا کافی اثر ہوتا ہے۔نفسیاتی اعتبار سے اس زمانہ کے مختلف تجربات کافی اہمیت اور دوررس نتائج کے حامل ہوتے ہیں،اسی لیے ماہرین نفسیات عمر کے اس حصہ کو کافی زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔اسی حقیقت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ یوں بیان فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔صحیح البخاري) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے؛ مگر معاشرتی عوامل میں سے کوئی ایک عامل اس کی نفسیات پر اثر انداز ہو کر اس کے طرز زندگی کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ذیل میں چند نفسیاتی پہلو کو ذکر کیا جا رہا ہے جو بچوں کے طرز زندگی کی تعمیر میں دوررس نتائج کے حامل ہیں۔

صحبت: بچوں کی تربیت میں صحبت بہت بڑا عنصر ہے، بچے جب تھوڑے بڑے ہو جاتے ہیں تو اپنے ہمجولیوں اور دوست احباب کے ساتھ کھیلنا کودنا اور اٹھنا بیٹھنا پسند کرتے ہیں۔ چونکہ دوست کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے لہذا والدین کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ بچے اچھی صحبت میں رہیں، ان کے حلقہ احباب پر گہری نظر رکھنی چاہیے۔ اس طرح بچوں کا یہ بھی حق بنتا ہے کہ وہ اپنے بڑوں کی صحبت میں اٹھیں بیٹھیں، اس مقصد کے لیے والدین کو انہیں مناسب وقت دینا چاہیے۔

محبت و شفقت: فطری طور پر انسانوں کے اندر محبت کی چاہ ہوتی ہے، بچے خصوصا اس کے بھوکے اور حریص ہوتے ہیں، جب آپ ان سے مشفقانہ رویہ کا اظہار کریں گے تو وہ آپ کی طرف بے تحاشہ لپکیں گے۔ بہترین تربیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ آپ کی باتوں کو بہت غور سے سنیں اور یہ اسی وقت ہوگا جب وہ آپ سے محبت کریں گے،ان کے دلوں میں آپ کی محبت کو راسخ کرنے والی چیز آپ کا مشفقانہ رویہ ہی ہے۔اس رویہ کے چند مظاہر کو سرسری طور پر نکتہ وار ذکر کر رہا ہوں۔

(اَلف) ان کے سر اور رخسار پر دست شفقت پھیرنا ان کے اندر آپ کے تئیں اپنا پن اور والہانہ جذبہ کو ابھارے گا۔

(ب) بچوں کو چومنا اور گلے لگانا ان کی اپنائیت کو حاصل کرنے کا ایک اہم طریقہ ہے۔اس سے چھوٹے اور بڑوں کے درمیان محبت اور لگاؤ میں بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔اس سے بچوں کے دل و دماغ پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ محبت ملنے کی وجہ سے دوسروں سے بھی محبت کے رویہ سے پیش آنے لگتے ہیں۔

(ج) بچے خود ہنس مکھ ہوتے ہیں اور اپنی معصومانہ حرکتوں کے ذریعہ بڑوں کی ہنسی خوشی کا سبب بنتے ہیں، وہ جس معصومیت کے ساتھ اپنے بزرگوں سے دل لگی کرتے ہیں ٹھیک اسی انداز میں وہ ان سے بھی اسی بات کی توقع رکھتے ہیں۔وقتاً فوقتاً ہنسی مذاق اور دل لگی کا رویہ ان کے لیے خوش طبع شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(د) یوں تو والدین اپنی ساری خوشیاں بچوں کی خوشیوں پر قربان کر دیتے ہیں مگر تربیت کے زاویے سے بچوں کو کبھی کبھی تحفہ کے نام پر کچھ دیتے رہنا چاہیے۔انسانی طبیعتوں پر تحفہ کا بڑا اثر ہوتا ہے کسی بھی معاشرہ میں ایک فرد کی توجہ اور محبت حاصل کرنے کے لیے تحفہ بڑا ہی اہمیت رکھتا ہے۔

(ہ) کسی بھی انسان کی آمد کے موقع پر پرتپاک اور گرم جوشی کے ساتھ اس کا استقبال کرنا اس کی اپنائیت کو حاصل کرنے میں بڑا ہی معاون ہے۔ بچے جب اسکول اور مدرسہ سے گھر واپس آئیں تو ہمیں پرتپاک طریقے سے ان کا استقبال کرنا چاہیے۔

کھیل کود: یوں تو دوڑنا، اچھلنا، کودنا، اور کھیلنا ایک فضول اور عبث کام معلوم ہوتا ہے؛ لیکن یہ کسی بھی بچے کی زندگی کے لازمی اجزاء ہوتے ہیں۔ حقیقتاً یہی چیزیں ان کی جسمانی اور نفسیاتی قوتوں کی تکمیل کا ذریعہ بنتی ہیں، اس کے نتیجے میں ایک طرف ان کی جسمانی طاقتیں مضبوط اور توانا ہوتی ہیں تو دوسری جانب اس میں انہماک کے ذریعہ ان کے غور وفکر کی صلاحیتیں پروان چڑھتی ہیں، ان کی تخلیقی قوتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور یوں رفتہ رفتہ ان کی پوشیدہ صلاحیتیں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور آگے چل کر ان کے شخصیت کی تعمیر میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔اس کا ایک نفسیاتی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ فرحت وانبساط کے حصول کے ساتھ ساتھ انہیں اپنے کام کی اہمیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے اور دوسری جانب والدین کے ساتھ تعلقات میں مزید مضبوطی آتی ہے،اس کا ایک اور نفسیاتی فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ جو بچے جسمانی اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں وہ کھیل کود کے درمیان اپنے بڑوں کی جسمانی قوت کا مشاہدہ کر کے وہ بھی ویسا ہی بننا چاہتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ ان کے طریقہ کار کو اپنانے لگتے ہیں۔

مسابقانہ رویہ کی افزائش: کسی بھی انسان میں تحریک اور فعالیت پیدا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس کا دوسروں سے مقابلہ کروایا جائے۔ چھوٹے بچوں میں اس کا اثر تو کئی گناہ زیادہ ہوتا ہے،ان کے اندر مختلف قوتیں اور صلاحیتیں پوشیدہ ہوتی ہیں اور یہ اسی وقت نکھرتی اور ظاہر ہوتی ہیں جب ان کے درمیان مقابلہ کرایا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں یہ بات کثرت سے موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے درمیان کبھی جسمانی تو کبھی فکری مسابقوں کا اہتمام فرمایا۔

ان کو اہمیت دینا: بچوں کے ساتھ میل جول رکھنا اور بعض معاملات میں ان سے مشورہ کرنا ضروری امر ہے، جب آپ ان کے ساتھ خوشگوار انداز میں میل جول رکھیں گے اور ان سے بعض معاملات میں مشورہ کریں گے تو انہیں یہ محسوس ہوگا کہ مجھے اہمیت دی جا رہی ہے، یہ احساس ان کی نفسیات پر عمدہ اثرات مرتب کریں گے۔اس کا ایک نفسیاتی فائدہ یہ ہوگا کہ بچے آپ کو لائق التفات سمجھیں گے اور آپ کی باتوں کو حقیقتاً توجہ کے ساتھ سنیں گے،اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ وہ مستقبل میں کشادہ دل واقع ہوں گے اور صرف اپنی ذات تک محدود نہ رہتے ہوئے پورے معاشرہ کے لیے مفید اور کارگر فرد کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

ان کی ذاتی دلچسپیوں سے واقفیت: بچے کی پرورش پر دھیان دینے کے ساتھ ساتھ اس کی ذاتی پسند ناپسند سے بھی واقفیت ضروری ہے،اپنے بچے سے اس کے پسندیدہ مضمون، پسندیدہ کھیل، کھانا اور مشاغل کے بارے میں بات کیجئے،اس طرح آپ کو اپنے بچے کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

غیر ضروری توقع سے احتراز: بچوں سے بزرگوں والی توقع مت رکھئے! ان سے یہ امید رکھنا کہ کم سے کم غلطیاں کرے صحیح نہیں ہے۔اگر وہ غلطی کرتا ہے تو وہ اس سے بہت کچھ سیکھے گا، سیکھنے کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے بشرطیکہ آپ اس کی غلطیوں پر غصہ ہونے کے بجائے اس کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کریں۔

اخلاق کا گاؤں؛ آپ لوگ جائیے ہم اپنے جہنم میں خوش ہیں

رپورٹ عارفہ خانم شیروانی

’’ڈر تو لگتا ہے،لیکن یہاں سے کہاں جائیں گے،مرنا تو اب بھی ہے،تب بھی،لیکن اس کی رضا کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

’’گریٹر نوئیڈا کے دادری علاقے کے بساہڑا گاؤں کی حسینہ بی (تبدیل شدہ نام) دھیرے سے یہ کہتی ہیں مانو اب ان کو اپنی قسمت سے کوئی امید باقی نہیں رہ گئی ہے، بساہڑا گاؤں کا نام ۲۰۱۵ء میں اس وقت سرخیوں میں آیا تھا، جب ۵۵/سال کے محمد اخلاق کو گائے کا گوشت رکھنے کے شک کی وجہ سے بھیڑ نے پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا تھا۔اس واقعہ کو تقریباً چار سال بیت چکے ہیں،لیکن اس گاؤں میں پھیلی کشیدگی، ڈر اور عدم اعتماد کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔قومی راجدھانی سے تقریباً ۵۰/کلومیٹر دور ٹھاکر اکثریتی یہ گاؤں ترقی یافتہ اور ثروت مند لگتا ہے۔ ۱۶/ویں صدی کے راجپوت راجا مہارانا پرتاپ کا مجسمہ والا ایک گیٹ گاؤں کی طرف لے جاتا ہے، جہاں سیمنٹ کی صاف سڑکیں ہیں، پکے گھر اور چپس وغیرہ جیسے مصنوعات کی کئی دوکانیں ہیں۔گاؤں کی واحد مسجد کے اکلوتے امام بتاتے ہیں کہ اخلاق والے واقعہ کے بعد کوئی بھی یہاں امامت کرنے کو راضی نہیں ہوتا، اس لئے ’’فی سبیل اللہ‘‘ انہوں نے یہ ذمہ داری سنبھالی ہے، وہ یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد خوف کی وجہ سے کئی مسلمانوں نے گاؤں چھوڑ دیا،ان کے پاس صحیح صحیح اعداد وشمار تو نہیں ہے،لیکن ان کا کہنا ہے کہ وہ لوگ کبھی نہیں لوٹے۔وہ کہتے ہیں ’’کوئی کسی سے بات نہیں کرتا، کوئی کسی پر بھروسہ نہیں کرتا، جتنا کم کہیں اتنا ہی اچھا، اتنا ماحول گندا کر دیا، گاؤں برباد کر دیا۔‘‘

کیمرے کے سامنے بولنے سے ڈر

جب ہم وہاں پہنچے تو دوپہر نہیں ہوئی تھی اور مسلم کمیونٹی کے مرد، جو بنا زمین والے یومیہ مزدور ہیں، اپنے کام پر نکلے ہوئے تھے۔ ۵۰/ سے زائد عمر کی لگ رہی حسینہ بی اپنی بکریاں چرا رہی تھیں، ساتھ ہی آس پاس بھاگتے بچوں کو ڈانٹ رہی تھیں، وہ کیمرے کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتیں، ان کو ڈر ہے کہ ان کے بیانات کو توڑ امروڑا جائے گا اور ان کا غلط مطلب نکالا جائے گا۔وہ کہتی ہیں کہ ایسا پہلے ہو چکا ہے، کیمرا ہٹانے پر وہ کھل کر بات کرتی ہیں، اپنی ناامیدی اور تشویش کو چھپاتے ہوئے وہ پھر بھی کہتی ہیں: ’’ڈرنے سے کیا ہوگا، یہ ہمارا ملک ہے، ہمارا گاؤں ہے، ہمیں یہاں سے کون نکال سکتا ہے۔‘‘ تقریباً چار دہائی پہلے وہ یہاں ایک دلہن کے طور پر پہنچی تھیں، آج ان کے تین بیٹے ہیں، جن میں سے ایک درزی ہیں، ایک یومیہ مزدور ہے، جو پاس ہی کام کرتے ہیں اور ایک لیب میں کام کرتے ہیں، انہوں نے اس نظریے پر کہ مسلمانوں کو ان کی تعلیم کے مطابق کام نہیں ملتا، یقین کرتے ہوئے اپنے بچوں کو نہیں پڑھایا، وہ پھیکی ہنسی کے ساتھ کہتی ہیں: ’’ہمیں کون نوکری دے گا بہن؟ آس پاس سے گزر رہے دوسرے مسلمان تجسس کے ساتھ ہمارے پاس آتے ہیں اور ان کو اکیلا چھوڑ دینے کو کہتے ہیں: ’’آپ لوگ جائیے، ہم اپنے جہنم میں خوش ہیں۔‘‘

اس گاؤں میں تقریباً ۶۵۰۰/ رائے دہندگان ہیں۔ ۳۵/ مسلم فیملی کے علاوہ زیادہ تر راجپوت ہیں، یہاں مسلمانوں میں عدم اعتماد اور الگ کر دیے جانے کا جذبہ صاف دیکھا جا سکتا ہے، جس کو بی جے پی رہنماؤں اور ان کی بانٹنے والی سیاست نے اور گہرا کرتے ہوئے یہاں فرقہ وارانہ جنون کو اور بھڑکا دیا ہے، اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی حالیہ ریلی میں محمد اخلاق کی لنچنگ کے ملزم وشال سنگھ بھی موجود تھے، ریلی میں پہلی صف میں بیٹھے وشال باقی نوجوانوں کے ساتھ یوگی- یوگی کے نعرے لگا رہے تھے۔اخلاق کے قتل کے الزام میں گرفتار ہوئے ۱۸/لوگوں میں سے ۱۷/ضمانت پر ہیں۔ایک ملزم کی جیل میں ڈینگو سے موت ہو گئی تھی، گاؤں والوں نے ان کی لاش کو ترنگے میں لپیٹا تھا کیونکہ ان کا ماننا تھا کہ وہ شہید تھا، جس نے ’’ہندو اقدار‘‘ کی حفاظت کی تھی۔ یوگی کی ریلی اور اس میں وشال کی موجودگی نے صرف پرانے زخموں کو ہرا کیا ہے۔گزشتہ کچھ سالوں میں بی جے پی کی سیاست نے گاؤں کے راجپوت رائے دہندگان کو واضح طور پر پولرائز کیا ہے، جو یوگی کو ’’ہندوؤں کا رہنما‘‘، بھگوان اور ’’ماں بھارتی کا دیوتا‘‘ مانتے ہیں۔حالانکہ اب اخلاق کی فیملی سے کوئی اس گاؤں میں نہیں رہتا، اس گاؤں کی سوچ جاننے کے لئے ہم ایک کنفیکشنری کی دوکان پر رکے اور ایک دکاندار سے بات کی، چہرے پر ندامت کا تاثر لئے ہوئے انہوں نے گاؤں کی امیج بچانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا: ’’ہمارے گاؤں میں کوئی قاتل نہیں ہے بہن جی، سب باہر کے لوگ تھے، اخلاق کے ساتھ بہت برا ہوا، وہ بھی ہمارا بھائی تھا۔‘‘

لیکن شدت پسند ٹھاکروں سے بھرے اس گاؤں میں اس دکاندار جیسا سوچنے والے کم ہی ہیں۔ بوڑھے ہوں یا جوان، اس گاؤں کے ٹھاکر ’’ہندوؤں کو ان کو پیروں پر کھڑے ہونے دینے‘‘ کے لئے مودی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔حقائق سے الگ اس گاؤں کے زیادہ تر ٹھاکر مانتے ہیں کہ اخلاق نے ایک گائے کو مار کر اپنی فریج میں اس کا گوشت رکھا تھا، جب ان سے پوچھا کہ آپ کو کیسے پتہ؟ کیا کسی اخبار میں پڑھا یا ٹی وی پر دیکھا، ان کا جواب تھا: ’’اخبار سے کیا ہوتا ہے؟ وہ تو سب مسلمان کے خریدے ہوئے ہیں، اسی لئے وہ ہمارے بارے میں ایسی خبریں چھاپتے ہیں، سب اخبار اور میڈیا ہندو مخالف ہیں۔‘‘ جب ان سے پوچھا کہ مان لیجئے اگر اخلاق نے گائے کا گوشت کھایا ہوتا، تب ان کا قتل کرنا صحیح ہوتا؟ ان میں سے سن رسیدہ بزرگ نے جواب دیا: ’’قانون ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے، لیکن لڑکوں کا خون گرم ہوتا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۸/ پر)

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

بیساکھی تقریبات؛ ہندوستانی سکھ زائرین لاہور پہنچے

پاکستان میں ۱۲/ سے ۲۱/اپریل تک سالانہ بیساکھی تقریبات میں حصہ لینے کے لیے جمعہ کو ہندوستان سے سکھ زائرین لاہور پہنچے۔نئی دہلی میں واقع پاکستان کی ایمبیسی نے منگل کو ہندوستان کے سکھ زائرین کو بیساکھی کے سالانہ تقریبات میں حصہ لینے کے لیے ویزا جاری کیا تھا۔ایمبیسی نے دیگر ممالک کے سکھوں کو ویزا جاری کرنے کے ساتھ ہی ہندوستان کے ۲۲۰۰/سکھوں کو ویزا جاری کیا تھا۔(یواین آئی)

نیوزی لینڈ میں اسلحہ لائسنس کا نیا قانون نافذ

نیوزی لینڈ میں کرائسٹ چرچ کی دو مساجد پر دہشت گردانہ حملے میں ۵۰/افراد کی شہادت کے ایک ماہ سے کم عرصے میں ہی جمعہ کو اسلحہ لائسنس کا نیا قانون نافذ کردیا گیا۔گورنر جنرل ڈیم پٹسی ریڈی نے جمعرات کی شب اس قانون پر دستخط کیا،جس کے بعد اس کو قانون کی حیثیت حاصل ہوگئی۔نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ نے بدھ کے روز اس بل کو منظور کیا تھا۔(یواین آئی)

افغانستان میں تصادم میں ۴۰/سے زیادہ لوگوں کی موت

افغانستان میں سلامتی دستوں اور طالبان کے درمیان جاری تصادم میں ۴۰/سے زیادہ لوگوں کی موت ہوگئی۔مرنے والوں میں زیادہ تر کا تعلق طالبان سے ہے۔شمالی علاقے میں فوج کے ترجمان عبدالہادی جمال نے جمعرات کو تصدیق کی کہ قندوز صوبہ کے چاردارا ضلع میں سلامتی فورس اور طالبان کے درمیان تصادم جمعرات کو آٹھ سلامتی فورس کے جوان اور سات طالبان مارے گئے۔(یواین آئی)

یوروپی یونین اور برطانیہ کے درمیان اتفاق، بریگزٹ ۳۱/اکتوبر تک ملتوی

یوروپی یونین اور برطانیہ کے درمیان بریگزٹ کا عمل ۳۱/اکتوبر تک ملتوی کرنے سے متعلق اتفاق ہوگیا ہے۔اس سے برطانیہ کی وزیراعظم ٹریسا مے کو بریگزٹ کے لئے پارلیمنٹ کی منظوری لینے کا زیادہ وقت مل گیا ہے۔برطانیہ کے اخبار''دی گارجین''کے مطابق یوروپی یونین کے رہنماؤں کے درمیان چھ گھنٹے تک جاری رہی میراتھن میٹنگ میں بریگزٹ کے لئے برطانیہ کی وزیراعظم کو مزید وقت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔(یواین آئی)

سوڈان میں فوج نے ۳۰/سال سے برسراقتدار صدر عمر البشیر کا تختہ الٹ دیا

سوڈان کے ۳۰/سال سے برسراقتدار صدر عمر البشیر منصب سے استعفیٰ لے لیا گیا ہے اور فوج نے انہیں گھر میں نظر بند کردیا ہے۔سوڈان میں کئی ہفتوں سے جاری حکومت کے خلاف جاری عوامی احتجاج کے بعد فوج نے صدر عمر البشیر کا تختہ الٹتے ہوئے ان سے استعفی لے لیا ہے جبکہ انہیں گھر میں نظر بند کردیا گیا ہے۔(نیوز ایکسپریس)

اقوام متحدہ نے طالبان رہنماؤں پر عائد سفری پابندیاں ختم کردیں

اقوام متحدہ نے افغان امن مذاکرات میں شرکت کرنے کے لیے طالبان ٹیم کے سربراہ اور ملا برادر سمیت ۱۱/اراکین پر عائد سفری پابندیوں کو عارضی طور پر ختم کردیا اور انہیں امن مذاکرات میں شرکت کے لیے سفر کی اجازت دے دی ہے۔سفری پابندیوں میں اس حالیہ نرمی کا اطلاق یکم اپریل سے ۳۱/دسمبر تک ہوگا۔(نیوز ایکسپریس)

بقیہ اخلاق کا گاؤں؛ آپ لوگ جائیے ہم اپنے جہنم میں خوش ہیں...... اس بیچ ایک ادھیڑ آدمی اس بات چیت کے بیچ میں آ کر بولے کہ مذہب کوئی بھی ہو، ہر ایک کو ہندوستان میں رہنے کا حق ہے۔انہوں نے آگے کہا،''وہ سب باہر کے لوگ ہیں، کسی بھی مذہب کے ماننے والے لوگ ہوں، ان کو ہندوستان میں رہنے کا حق ہے۔تب ہی ایک بزرگ نے ان کو بیچ میں روکتے ہوئے کہا:''تو کیوں اتنا بول رہا ہے بے؟ تجھ کو کیا پڑی ہے؟ پھر مت آئیو ہمارے پاس۔''ٹھاکر کمیونٹی اس بات سے سب سے زیادہ ناراض ہے کہ ان کے''بے قصور لڑکوں''کو جیل ہوئی اور اس سے ان کی فیملی اور زندگی برباد ہوگئی۔ان کا کہنا ہے:''ملائم کی پولیس نے ہمارے لونڈوں کی زندگی برباد کردی، اکھلیش حکومت نہیں چلا رہے تھے، حکومت تو اعظم چلا رہے تھے۔''وہ اس وقت کے اکھلیش یادو حکومت پر ان کے لڑکوں کو غلط طرح سے گرفتار کرنے کا الزام لگاتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ماننا ہے کہ اکھلیش نے سماجوادی پارٹی کے سینئر رہنما اعظم خان کے اثر میں''مسلمانوں کی حمایت کی۔''یہاں اخلاق کے ساتھ جو ہوا اس پر کوئی افسوس نہیں دکھتا، بلکہ ان کی فیملی کو حکومت سے معاوضہ ملنے کو لے کر کڑواہٹ نظر آتی ہے، ان کا کہنا ہے:''اب وہ یہاں کیوں رہیں گے، ان کو ضرورت کیا ہے اس بے جھڑ گاؤں میں رہنے کی، اتنا نقصان نہیں ہوا تھا، جتنا فائدہ ہوگیا، ہندوؤں کی سنتا ہی کون ہے، سب مسلمانوں کی طرفداری کرتے ہیں۔''بھیڑ کے ذریعے پیٹ پیٹ کر محمد اخلاق کو مار دئے جانے کے تقریباً ۴/سال بعد بھی دادری کے بساہڑا گاؤں میں کوئی پچھتاوا نہیں دکھتا، یہاں کے مسلمانوں نے بھی گویا خود کو مقدر کے حوالے کردیا ہے۔

ہندوراشٹر کا منصوبہ

بساہڑا میں آج ۱۱/اپریل کو ووٹنگ ہورہی ہے، جس طرح سے پولرائزیشن کی سیاست نے یہاں کے باشندوں کے دل میں فرقہ پرستی کا زہر گھولا ہے، اس سے صاف ہے کہ علاقے کے نمائندے کے لئے ان کی پسند بجلی، سڑک، پانی یا روزگار جیسے اقتصادی وسماجی مسائل کی بنیاد پر نہیں بلکہ دوسروں کے تئیں نفرت پر مبنی ہوگی، اکثریت اشرافیہ ٹھاکر کمیونٹی کا تسلط، جس کو حکمراں جماعت کی حمایت ملی ہوئی ہے اور عدم تحفظ میں جی رہے اقلیت مسلمانوں کا الگ تھلگ کردیا جانا حیرت انگیز طور پر سنگھ پریوار کے''ہندوراشٹر''کے تصور کے بہت قریب دکھتا ہے۔دادری، اتر پردیش یا ملک میں لوک سبھا انتخاب کا نتیجہ جو ہو، یہ گاؤں شاید کچھ وقت کے لئے اسی تصور کے اثر میں رہنے والا ہے۔

بزنس، روزگار وکیریر

مونگیر: رحمانی بی ایڈ کالج میں الوداعیہ پروگرام

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر کے زیراہتمام چل رہے رحمانی بی ایڈ کالج کے ۲۰۱۷ء سے ۲۰۱۹ء کے طلبہ وطالبات کا ۹/اپریل روز منگل کو الوداعیہ پروگرام بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوگیا، اس موقعہ پر ان گیارہ طلبہ وطالبات کو مونگیر یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر رنجیت کمار ورما کے ہاتھوں حضرت صاحب نیشنل ایوارڈ سے نوازا گیا، جنہوں نے پہلا، دوسرا اور تیسرا مقام حاصل کیا تھا، اسی کے ساتھ جامعہ رحمانی کے ان پندرہ اساتذہ کا بھی اسناد اور چادر دے کر اعزاز بڑھا گیا، جنہوں نے بی ایڈ کالج سے تین ماہ کی تربیت لی تھی، تقسیم انعام واسناد کے بعد حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر رنجیت کمار ورما وائس چانسلر مونگیر یونیورسٹی نے کہا کہ گھر، سماج، ملک اور دنیا کی تعمیر وترقی میں اساتذہ کا اہم رول ہوتا ہے، آپ تمام تربیت یافتہ اساتذہ سے مجھے امید ہے کہ ملک وقوم کے لیے اپنی خدمت وقف کریں گے۔ رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی نے کہا کہ بی ایڈ کالج کے دروازے آپ کے لیے ہمیشہ کھلے رہیں گے، رحمانی فاؤنڈیشن کی کوشش ہے کہ یہاں ایم ایڈ کی پڑھائی ہو، جس سے آپ کی تعلیمی لیاقت اور اونچی ہوسکے، اس موقعہ پر رحمانی بی ایڈ کالج کے پرنسپل ڈاکٹر بھولا پرساد ساہو، نائب پرنسپل راجن کمار اور پروفیسر پاٹل کنچن گوپال نے بھی اپنے خیالات ظاہر کیے۔پروگرام کی نظامت تانیہ کشیپ اور ملکہ عالیہ نے مشترکہ طور پر کی، جب کہ رحمانی بی ایڈ کالج کی طالبہ پشپہ کماری نے رحمانی فاؤنڈیشن کا تفصیل سے تعارف کرایا۔

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر میں خون عطیہ کیمپ

رحمانی فاؤنڈیشن مونگیر کے احاطہ میں رحمانی بی ایڈ کالج کے طلبہ وطالبات کے ذریعہ ۱۰/اپریل کو ایک شاندار پروگرام کا انعقاد کیا گیا، جس میں کئی اہم سماجی موضوع پر ناٹک، بحث ومباحثہ اور مقابلوں کا اہتمام ہوا، اس موقعہ پر طلبہ وطالبات نے اپنے پروگراموں کے ذریعہ یہ ثابت کرکے دکھایا کہ رحمانی بی ایڈ کالج نے ان کی ایسی تربیت کی ہے، کہ وہ مستقبل میں کچھ حاصل کرکے دکھائیں گے، اور تعلیمی سمت میں بڑا انقلاب لائیں گے۔دوسری طرف خون عطیہ کیمپ کا بھی انعقاد ریڈکراس سوسائٹی اور رحمانی فاؤنڈیشن کے مشترکہ تعاون سے ہوا، جس میں آٹھ نوجوانوں نے خون کا عطیہ پیش کرکے سماج کی خدمت کرنے کا عہد کیا، اور لوگوں کو اس عظیم خدمت کی رغبت دلائی،کیمپ کی قیادت رحمانی فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری مولانا ظفر عبدالرؤف رحمانی اور ریڈکراس سوسائٹی کے ضلع سکریٹری راجکمار کھیمکا نے کی۔اس موقعہ پر لوگوں نے رحمانی فاؤنڈیشن کی سماجی خدمات کو سراہا، اور برملا اظہار کیا کہ اس ادارہ نے بلاتفریق مذہب وملت سماج کی ترقی وفلاح کے لیے ہمیشہ کام کیا ہے، اور آگے بھی کرتا رہے گا، اس ادارہ کے بانی مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی اور ان کا خاندان سماج کی خدمت میں ہمیشہ آگے رہا ہے، اور غریبوں اور کمزوروں کی مدد کرنے کے ساتھ ساتھ امن وبھائی چارہ قائم کرنے میں بھی اہم رول ادا کیا ہے۔

امارت پبلک اسکول رانچی کا تعلیمی جائزہ

امارت پبلک اسکول نگڑی رانچی کے معاینہ کے لئے ۹/اپریل ۲۰۱۹ء کو امارت شرعیہ کے تعلیمی نگراں جناب ڈاکٹر سید شمس الحسین صاحب کے ساتھ جناب شاہنواز صاحب سابق ڈپٹی لیبر کمشنر ہزاری باغ اور جناب ڈاکٹر ظفر اللہ صاحب چیرمین الحبیب فاؤنڈیشن ہزاری باغ کی تشریف آوری ہوئی۔تمام لوگوں نے اسکول کا تعلیمی وانتظامی جائزہ لیا۔جائزہ کے بعد جناب شاہنواز صاحب ڈپٹی لیبر کمشنر ہزاری باغ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ طلبہ کی بڑھتی استعداد اور حاضر جوابی سے کافی مسرت کا اظہار ہورہا ہے۔ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ جب یہ طلبہ بڑے ہوں گے تو مسلم معاشرہ میں نورانیت آئے گی اور ایک بہتر معاشرہ کی تشکیل ہوسکے گی۔امارت شرعیہ نے نگڑی (رانچی) میں جو اسکول کھولا اور جو طرز تعلیم متعین کیا یہ قابل مبارکباد اور اچھا قدم ہے، اللہ روز افزوں اس ادارہ کو ترقیات سے نوازے۔انہوں نے اپیل بھی کی کہ علاقہ کے تمام مسلمان اپنے اپنے بچوں کو بہتر دینی وعصری تعلیم کے لئے اسکول میں داخل کرائیں۔جناب ڈاکٹر ظفر اللہ صادق چیرمین الحبیب فاؤنڈیشن وصحافی فاروقی تنظیم نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ طلبہ سے گفتگو کے بعد کافی خوشی محسوس ہورہی ہے اور ساتھ ہی اسکول اور طلبہ کے بہتر مستقبل کے لئے بہت سے قیمتی مشورے بھی دئے۔جناب ڈاکٹر سید شمس الحسین صاحب تعلیمی نگراں امارت شرعیہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ طلبہ کی بڑھتی استعداد اور تعلیمی لیاقت کو دیکھ کر کافی مسرت ہورہی ہے۔حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی جو سوچ ہے اور جن وجوہات کی بنیاد پر اس اسکول کا قیام عمل میں آیا ہے الحمد للہ اسی راہ پر چل رہا ہے۔اخیر میں مولانا محمد ابوالکلام صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ نے تمام مہمانان کرام کا شکریہ ادا کیا اور تمام اساتذہ کو یہ ہدایت دی کہ جو مشورے آئے ہیں ان پر مستحکم انداز میں عمل کیا جائے۔اس دوران ادارہ کے تمام اساتذہ؛ مولانا سہیل سجاد قاسمی، مولانا جمیل صاحب، جناب افروز صاحب، جناب شمس الدین صاحب، محترمہ نشاط صاحبہ ایکٹنگ پرنسپل، محترمہ نازش صاحبہ ومحترمہ شازیہ موجود رہیں۔

سپریم کورٹ نے کی ایودھیا میں پوجا کی مانگ والی عرضی خارج

سپریم کورٹ نے جمعہ کو ایودھیا میں ۶۷ء۷/ ایکڑ زمین کے غیر متنازع حصے پر پوجا کرنے کی اجازت دینے کی عرضی خارج کردی، انڈین ایکسپریس کے مطابق عرضی خارج کرتے ہوئے چیف جسٹس رنجن گگوئی نے عرضی گزاروں سے کہا کہ آپ اس ملک میں امن وامان نہیں رہنے دیں گے، ہمیشہ ہی کچھ نہ کچھ ہوتا رہے گا۔سپریم کورٹ نے الہ آباد ہائی کورٹ کے ذریعے عرضی گزاروں پر لگائے گئے ۵/لاکھ روپے کے جرمانے کے فیصلے کو بھی پلٹنے سے انکار کردیا۔اس سے پہلے بھی اسی طرح کی ایک عرضی کو خارج کرتے ہوئے کورٹ نے ایک دوسرے عرضی گزار پر ۵/لاکھ روپے کا جرمانہ لگایا تھا، جنھوں نے متنازعہ مقام پر نماز ادا کرنے کی مانگ کی تھی، اس سے پہلے فروری میں ایک الگ عرضی میں بی جے پی کے سینئر رہنما سبرامنیم سوامی نے سپریم کورٹ میں متنازعہ مقام پر پوجا کرنے کے اپنے بنیادی حق کو نافذ کرنے کی مانگ کی تھی۔(وائر)

طب وسائنس

گرمیوں میں ستّو پینے کے فائدے

موسم گرما میں ایسی چیزیں درکار ہوتی ہیں جو صحت بخش ہونے کے ساتھ ساتھ جسم کو ٹھنڈک پہنچائیں۔ ستو بھی گرمی کے مشربات میں خاص مقام رکھتا ہے۔ عام طور پر جو، چنا گیہوں اور سویا بین کو بھون کران کا آٹا بنا کر تیار کیا جاتا ہے۔ ستو کو کالا نمک اور زیرہ ڈال کر نمکین کر کے پیتے ہیں یا میٹھا کرنے کے لئے اس میں کھانڈ) کچی شوگر(ملاتے ہیں۔ ستو میں پروٹین، کیلشیم اور میگنیشیم ہوتا ہے یہ بڑھتے بچوں اور کمزور ہڈی والوں کے لیے مفید ہے۔ اس میں قدرتی فولاد (Iron) بھی ہوتا ہے جس کی کمی سے خون کی کمی کا مرض لاحق ہوسکتا ہے۔ کئی لوگ آئرن کے ٹانک اور کیپسول پسند نہیں کرتے ان لوگوں کو ستو پینا چاہیے۔ اس میں قدرتی فولاد پایا جاتا ہے۔ یہ گیس اور قبض کے مریضوں کے لیے بھی مفید مشروب ہے کیونکہ اس میں ریشہ بڑی مقدار میں ہوتا ہے جو آنتوں اور معدے کو صاف کرتا ہے۔

جو لوگ ضعیف، کمزور ہیں یا کسی بیماری میں مبتلا رہتے ہیں انہیں ستو پینا چاہیے کیونکہ یہ تیزی سے جسم میں گوشت کی مقدار بڑھاتا ہے اور قوت بخشتا ہے۔ اگر تیز دھوپ اور پسینے کے سبب آپ کو کمزوری محسوس ہورہی ہے اور آپ تھکان سے چور ہیں تو ایک گلاس ستو پی لیں۔ تھوڑی دیر میں فرحت اور تراوٹ محسوس کریں گے۔ چنا سے تیار کردہ ستّو کولیسٹرول کی مقدار کم کر کے خون کے دوران کو ٹھیک کرتا ہے۔ گیہوں اور جو میں مناسب کاربوہائیڈریٹ کے علاوہ ریشہ پایا جاتا ہے۔ جو شوگر کے مریضوں کے لیے بھی مفید ہے۔ اس میں سلینیم پایا جاتا ہے جو کینسر کا خطرہ کم کرتا ہے۔ اس میں اینٹی آکسیڈ ینٹ مادے پائے جاتے ہیں جو کینسر بڑھانے والے مادوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اس میں موجود تانبہ، فاسفورس اور میگنیز ہڈیوں کو مضبوط کرتے ہیں۔

کھانڈ (شوگر) جو گڑ سے تیار کی جاتی ہے Medicinal Sugar بھی کہلاتی ہے۔ کیونکہ اس میں وٹامن اور پروٹین ہوتے ہیں۔ کھانڈ جسم سے تیزابیت دور کرتی ہے۔ اگر ستو میں ایک چمچہ کھانڈ ملالی جائے تو یہ ہاضمہ کو صحیح رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ اس میں میگنیشیم پایا جاتا ہے۔ جو اعصاب اور نسوں کو آرام دے کر خون پہنچانے والی شریانوں کے تناؤ کو کم کرتا ہے۔ یہ آدھے سر کے درد، اعصابی سختی اور دمہ کے مریضوں کے لیے بھی مفید ہے۔ کیونکہ یہ ریشے اور اینٹی آکسیڈ ینٹ سے بھرپور ہوتی ہے اس لیے جسم سے زہریلے مادے خارج کردیتی ہے۔ یہ پھیپھڑوں، سانس کی نلی، معدے اور آنتوں کی صفائی کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں فولاد کافی مقدار میں ہوتا ہے۔

توانائی کا ذریعہ

شدید گرمی کے باعث کمزوری ہونے لگتی ہے۔ ستو انرجی بوسٹر کا کام کرتا ہے۔ دن بھر کے کاموں کی بھرپور انجام دہی میں ستو آپ کے لئے مددگار ہوسکتا ہے۔

ہائیڈریٹ رکھتا ہے

ستو ہیٹ اسٹروک سے حفاظت کرتا ہے اور جسم کو ہائیڈریٹ رکھتا ہے۔ ستو کا ایک گلاس آپ کے جسم کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے اور بدہضمی سے بچاتا ہے۔

صحت مند جلد

گرمیوں میں غذا کی روٹین ڈسٹرب اور پانی کی کمی ہونے کے باعث جلد روکھی، بے جان اور دلکشی سے محروم لگتی ہے۔ دن میں ستو کا ایک گلاس جلد کو ہائیڈریٹ رکھنے کے ساتھ ساتھ جلد کے خلیات کی ٹوٹ پھوٹ کو روکتا ہے۔ اس میں موجود غذائی اجزاء آپ کی جلد کو صحت مند اور تروتازہ رکھتے ہیں۔

خواتین کے لئے مفید

دوران حمل اور حیض میں ہونے والی کمزوری کو احسن طریقے سے دور کرتا ہے۔ ستو میں موجود وٹامنز اور پروٹین جسم میں ہونے والی غذا کی کمی کو دور کرتے ہیں۔ خصوصاً ملازمت پیشہ خواتین کے لئے یہ سپرفوڈ کا کام کرتا ہے۔ ستو کم وقت میں زیادہ توانائی فراہم کرنے کا اچھا اور سستہ ذریعہ ہے۔

بزرگ افراد کی صحت

گرمی کا زیادہ اثر چھوٹے بچوں اور بزرگوں پر ہوتا ہے۔ بڑھاپے میں عمل انہضام اور صحت کے دیگر مسائل بھی سر اٹھانے لگتے ہیں۔ بزرگوں کے لئے ستو ایک بہترین ڈرنک ہے۔ یہ تیزابیت، قبض، اضافی فیٹ، بدہضمی اور دیگر مسائل کے حل میں مثالی کردار ادا کرتا ہے۔

ذیابیطس میں فائدہ مند

ستو میں گلیسیمک انڈیکس کم ہوتا ہے اسی لئے یہ ذیابیطس کے مریضوں کے لئے ایک اچھا ڈرنک ہے۔ خون میں شکر کی سطح کو کنٹرول رکھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ہائی بلڈ پریشر کم کریں

گرمیوں میں ستو کے استعمال سے ہائی بلڈ پریشر کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔ اس کے باقاعدہ استعمال سے بی پی ریگولیٹ رہتا ہے۔ ایسے مریضوں کے لئے یہ قدرتی توانائی کا اہمذریعہہے۔

بالوں کی خوبصورتی

اگر جسم میں غذائیت کی کمی ہو تو اس کا اثر جلد اور جسم کے ساتھ ساتھ بالوں پر بھی پڑتا ہے۔ بالوں کے مسائل جیسے بال جھڑنا، بالوں کی سفیدی، گنج پن، خشکی اور پتلے ہوتے بال ستو کے استعمال سے ٹھیک ہوسکتے ہیں۔

ایک گلاس ستو کا شربت بنانے کا طریقہ ایک چمچہ ستو اور حسب ذائقہ چینی، چٹکی بھر نمک۔ چینی کو پہلے تھوڑے سے پانی میں ملالیں تاکہ گھٹلیاں نہ بنیں پھر گلاس میں باقی پانی ڈالیں۔ ایک چمچ لیموں کا رس شامل کریں اور ٹھنڈا ٹھنڈا صحت بخش گرمی کو مات دینے والا ستو انجوائے کریں۔ ذیابیطس کے مریض چینی کے بغیر اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض بغیر نمک ستو کا شربت تیار کریں۔

ہفتۂ رفتہ — **راشد العزیری ندوی**

حضرت امیر شریعت رابعؒ کے فکری اساس کو عام کرنے کی ضرورت

گذشتہ دنوں امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ کی ہمہ جہت شخصیت خدمات اور کارناموں پر دربھنگہ میں ایک روزہ سمینار زیر صدارت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ منعقد ہوا جس میں صوبہ و بیرون صوبہ کے ممتاز علماء دانشور اور اصحاب فکر و نظر نے حضرت امیر شریعت رابعؒ کی حیات و خدمات پر بیش قیمت مقالات پیش کئے، سمینار کے داعی مولانا اعجاز احمد صاحب سابق چیرمین بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں حضرتؒ کے افکار و نظریات کو عام کرنے پر زور دیا اور کہا کہ پیش کردہ مقالات کو کتابی صورت میں شائع کر کے اس فکر کو وسعت دی جائے گی اپنے صدارتی خطاب میں امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی نے حضرتؒ کے افراد سازی کے طریقہ کار کو حقائق و واقعات کی روشنی میں بیان فرمایا، اس موقعہ پر امارت شرعیہ کے صدر مفتی مولانا سہیل احمد قاسمی کو حضرت امیر شریعت رابع کے فتاویٰ کی ترتیب پر انہیں توصیفی سند سے بھی نوازا گیا۔ جسے مفتی صاحب فتاویٰ رحمانی کے نام سے مرتب کر چکے ہیں۔

راجدھانی ایکسپریس کے ۲۵/مسافر فوڈ پوائزننگ کے شکار

گذشتہ دنوں راجدھانی اکسپریس کے ۲۵/مسافر فوڈ پوائزننگ کے شکار ہو گئے، بوکارو ریلوے اسٹیشن کے اسپیشل منیجر جی ایم سنگھ نے بتایا کہ نئی دہلی سے بھونیشور جا رہی 22824 راجدھانی ایکسپریس میں سوار مسافروں کو گیا جنکشن پر رات میں کھانا دیا گیا جسے کھانے کے بعد ۲۵/مسافر فوڈ پوائزننگ کے شکار ہو گئے، انہوں بتایا کہ گوموجنکشن پر ڈاکٹر کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے مسافر کا بوکارو اسٹیشن پر ڈاکٹروں کی ٹیم نے علاج کیا۔ (عوامی نیوز ۸/اپریل ۲۰۱۹ء)

جناب سید سعادت اللہ حسینی جماعت اسلامی ہند کے نئے امیر منتخب

جماعت اسلامی ہند کے مجلس نمائندگان نے نئی میقات اپریل 2019 تا مارچ 2023 کیلئے محترم جناب سید سعادت اللہ حسینی صاحب کو بحیثیت امیر جماعت اسلامی ہند منتخب کیا ہے۔ وہ جماعت اسلامی ہند کی تاریخ کے سب سے کم عمر امیر جماعت منتخب ہوئے ہیں۔ سید سعادت اللہ حسینی 7 جون 1973ء کو ناندیڑ، مہاراشٹر میں پیدا ہوئے۔ گذشتہ میقات میں موصوف جماعت اسلامی ہند کے نائب امیر اور مرکزی مشاورتی کونسل کے رکن رہے موصوف زمانہ طالب علمی میں اسلامی طلبہ تنظیم (ایس آئی او) کے کل ہند صدر 1999 تا 2003 رہے۔ سعادت اللہ حسینی نے ناندیڑ شہر میں تعلیم حاصل کی، جہاں انہوں نے الیکٹرانکس اور ٹیلی کمیونیکیشن انجینئرنگ میں گریجویشن مکمل کیا۔ عرصے سے وہ حیدرآباد، بنگلور، دہلی اور علی گڑھ میں بہت سے سماجی اور تعلیمی اداروں کے بورڈ میں اہم خدمات انجام دے رہے تھے۔ آپ 12 سے زائد کتابوں کے مصنف ہونے کے علاوہ اردو و انگریزی میں 200 سے زائد اہم عناوین پر مضامین لکھ چکے ہیں۔ موصوف جماعت اسلامی کے اسٹڈی اور ریسرچ شعبہ کے ڈائرکٹر بھی تھے۔

اسپتال انتظامیہ نے مسلمان کی لاش کو نہر میں پھینکوایا

چمپارن کے کالی باغ کے محمد شفیق کالڑکا سپت کرانتی ٹرین سے اپنی نانی کے گھر سے واپس آرہا تھا کہ چنپٹیا تھانہ علاقہ میں کوڑیا کوٹھی کے پاس ریلوے لائن پر گر کر زخمی ہو گیا۔ جسے چنپٹیا پولس نے بتیا اسپتال میں بھرتی کرایا اور اسی دوران اس کی موت ہوگئی، اسپتال نے پوسٹ مارٹم کے بعد اسے پتھری گھاٹ نہر میں پھیکوادیا، اس کے والدین کے کافی تلاش کے بعد نہر میں پھینکے دو لاش نظر آئے جس میں اس کی پہچان ہوئی اور اسے تیسرے دن محلے کے لوگوں نے گھر لاکر تجہیز و تکفین کیا، اس کے متعلق اسپتال سپرنٹنڈنٹ سے رابطہ کرتے ہوئے پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ اسپتال انتظامیہ لاش کو پولس کے حوالہ کر دیتی ہے۔ واضح رہے کہ لاوارث مسلم کی لاش کے لئے بتیا میں ایک مسلمانوں کی تنظیم ہے جسے اسپتال انتظامیہ یا پولس نامعلوم لاش کو اس کے حوالہ کر دیتی ہے، یہ پہلا واقعہ سامنے آیا کہ اس لڑکے کی لاش کو نہر کے پاس پھینکا ہوا پایا گیا یہ لاش کیسے اور کس طرح پھینکا گیا یہ افسوس کی بات ہے۔ (روزنامہ تاثیر ۸/اپریل ۲۰۱۹)

بیف کے شبہ میں مسلم بزرگ کی پٹائی

آسام کے وشوناتھ ضلع میں مبینہ طور پر گائے کا گوشت فروخت کرنے کے شک کی بنیاد پر بھیڑ نے ایک عمر دراز مسلم شخص کی بے رحمی سے پٹائی کردی۔ ویڈیو کے مطابق شوکت علی کو بھیڑ نے بے رحمی سے پٹائی کی جس کے بعد وہ گھٹنوں کے سہارے کیچڑ میں بیٹھ گئے اور بھیڑ سے التجا کرتے رہے کہ انہیں چھوڑ دیا جائے، ویڈیو سامنے آنے کے بعد پولس نے پانچ لوگوں کو حراست میں لے لیا ہے، ضلع پولس کے مطابق اس معاملے میں دو الگ الگ ایف آئی آر درج کروائی گئی ہیں، ان میں سے ایک ایف آئی آر شوکت علی کے بھائی نے درج کرائی ہے۔ پولس کا کہنا ہے کہ شوکت علی اس علاقے میں گزشتہ 35 سالوں سے اپنا کاروبار کر رہا ہے، بازار میں لگنے والے ہفتہ وار ہاٹ میں اس کی گوشت کی دکان ہے جہاں وہ لوگوں کو پکا ہوا گوشت فروخت کرتا ہے، بھیڑ نے گائے کا گوشت فروخت کرنے کا الزام عائد کرتے ہوئے اس پر حملہ کیا۔ (روزنامہ ہمارا سماج ۱۰/اپریل ۲۰۱۹)

بقیات

بقیہ خون کی پیاس.................. کتا، کتے کو قتل نہیں کرتا اور بھیڑیا دوسرے بھیڑیے کی جان نہیں لیتا، لیکن انسان پر جب درندگی سوار ہوتی ہے تو وہ اپنے ہی لوگوں کی جان لینے پر آمادہ رہتا ہے، اسے خون کی ایسی پیاس لگتی ہے کہ بجھنے کا نام نہیں لیتی، خاندانی جھگڑوں سے لے کر فسادات تک میں یہی ہو رہا ہے، انسان ''انسان نہیں'' درندہ بنتا جا رہا ہے، اس درندگی کو دور کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی شکل صرف یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کیا جائے، جہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ انسان وہ ہے جس کے اعضاء وجوارح سے دوسرے انسان محفوظ رہیں اور جہاں ایک نفس کے ناحق قتل کو نسل انسانی کا قتل قرار دیا گیا ہے اور ایک انسان کو قتل سے بچانے کو بنی نوع انسان کی حیات قرار دیا گیا ہے۔

بقیہ: خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ...... اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی مغفرت کی دعا کریں تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ (سورہ توبہ: ۸۰) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر مجھے معلوم ہوں کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے ان کی مغفرت ہو جائے گی تو میں اس پر اضافہ کرتا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی، پھر اس کی قبر پر جا کر کھڑے ہوئے اور اس کی تدفین سے فارغ ہوئے، ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ کریمہ نازل ہوئی: ''اور اگر ان منافقین میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

قرآن کریم کی اس آیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھی اور کفار ومنافقین کے حق میں دعائے مغفرت کو حرام قرار دیا گیا، اس معاملے میں بھی وحی الٰہی سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید ہوئی۔

یہاں پر صرف چند واقعات بطور مثال ذکر کئے گئے ہیں، ورنہ علماء نے لکھا ہے کہ احادیث کے ذخیرہ میں کم از کم پندرہ واقعات ایسے ہیں، جن میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک رائے ہوئی یا ان کے دل میں کوئی داعیہ پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم آتا اور فوراً ہی اللہ رب العزت نے ان کے منشا کے مطابق وحی نازل فرمائی۔

جب خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق نے ترسٹھ سال کی عمر میں جمادی الثانیہ ۱۳ھ میں دوشنبہ کے دن وفات پائی تو اس وقت یرموک کی لڑائی جاری تھی، انہوں نے اپنی وفات سے قبل مسلمانوں کے کہنے پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد فرما دیا تھا، اس لیے آپ ان کی وفات کئے بعد مسند آرائے خلافت ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بہت سے فتنے رونما ہوئے، یعنی عرب قبائل کے ارتداد کا فتنہ، زکوٰۃ کے انکار کا فتنہ، نبوت کے چھوٹے مدعیوں کا فتنہ؛ لیکن صدیق اکبر نے اپنی شجاعت ودلیری، ایمانی بصیرت اور عزم واستقامت سے ان تمام فتنوں کی سرکوبی کی اور امن وامان قائم کیا، اس کے بعد ملکی فتوحات کا آغاز ہو چکا تھا، ۱۲/ہجری میں عراق پر حملہ ہوا اور اس کا بڑا حصہ فتح ہوگیا، پھر ۱۳/ہجری میں شام پر حملہ ہوا اور اسلامی فوجیں سرحدی اصلاع میں پھیل چکی تھیں کہ خلیفہ رسول کا انتقال ہوا، حضرت فاروق اعظم نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد ان مہمات کو تکمیل تک پہونچایا، آپ کی فتوحات کا رقبہ ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل بیان کیا جاتا ہے، روم وایران کا سارا علاقہ آپ کے عہد مبارک میں فتح ہوا۔

آپ کی شہادت کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک پارسی غلام تھا ابولؤلو فیروز، اس نے عین فجر کی نماز میں جب آپ مسجد نبوی میں امامت فرما رہے تھے، اس نے قاتلانہ حملہ کیا، یہ ایسا ضرب کاری تھا کہ آپ اس سے جان بر نہ ہو سکے اور زخم لگنے کے تیسرے دن بروز بدھ یکم محرم ۲۳ھ کو وفات پائی۔ آپ کی مدت خلافت ساڑھے دس سال ہے۔

بقیہ ووٹ کی شرعی حیثیت اور ہماری ذمہ داری .... یہ وہ سوال ہے کہ جس کا جواب کسی اور سے نہیں؛ بلکہ خود اپنے دل سے، اپنے ضمیر سے لئے جانے کی ضرورت ناگزیر ہو چکی ہے۔ خرابی بسیار کے بعد بھی اگر سنجیدہ غور وفکر کے نتیجہ میں ہم صحیح فیصلے تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں تو خود احتسابی سے ہی اس کا آغاز کرنا ہوگا؛ کیوں کہ موجودہ پارلیمانی نظام حکومت میں جو حکومت بھی برسر اقتدار آتی ہے وہ انتخابات کے ذریعہ ہمارے اور آپ کے ووٹوں کے وسیلے سے ہی ایوان اقتدار کے مناصب تک پہنچتی ہے اور حکومت کے اعمال وافعال اس کے منتخب کرنے والے عوام کے صحیح یا غلط فیصلوں کی طرف ہی اس کا انتساب ہوتا ہے۔ اس منظرنامے میں ہمارے ووٹ کے استعمال کی دینی ودنیاوی اعتبار سے ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اسی روشنی میں حقیقت پسندانہ سنجیدہ غور وفکر کی طرف توجہ دلانا آج کی تحریر کا موضوع اور مقصد ہے کیوں کہ یہ انتخابات کوئی کھیل تماشہ نہیں ہیں کہ جسے لاپرواہی یا غفلت سے گذار دیا جائے، تجربات شاہد ہیں کہ لمحوں کی خطاء صدیوں کی آزمائش ثابت ہوتی ہیں، یہ ایک دنیاوی اعتبار سے ہی نہیں؛ بلکہ دینی نقطہ نظر سے بھی انتہائی ذمہ داری کا معاملہ ہے اور بحیثیت ایک مسلمان کے ہر فرد وبشر کا یہ فرض ہے کہ اس ذمہ دارانہ مرحلے کو مکمل دیانت وامانت اور سوجھ بوجھ کے ساتھ طے کرے اور اپنے بیش قیمت ووٹ کی اہمیت وافادیت اور اس کے دوررس اجتماعی مفادات ونتائج کو مدنظر رکھتے ہوئے دینی ذمہ داری اور تقاضائے وقت کی اہمیت کے تناظر میں محسوس کرے۔

ہماری ذمہ داری:

ووٹ ایک انتہائی اہم امانت ہے، قوم کا ہر وہ شخص جو خود کو ہندوستانی کہتا ہے، ووٹ اس کے ملک اور قوم کی امانت ہے اور امانت میں خیانت بلاشبہ سنگین جرم ہے۔ چاہے وہ خیانت ووٹ نہ دے کر کی جائے یا اس کا غلط استعمال کر کے کی جائے۔ ووٹ کا اصل حقدار کون ہے اس کا فیصلہ ایک فرد اور اس کا ضمیر کرتا ہے۔ سیاسی منفی مقاصد اور طرف داریوں کو پس پشت ڈال کر وسیع تر قومی مفاد میں مستقبل کے لئے ایک بہتر فیصلہ ہی دانشمندی ہے۔ قوم کے ہر فرد بالخصوص نوجوانوں سے پرزور استدعا ہے کہ وہ ووٹ کا حق ضرور استعمال کریں آپ ہی اس قوم کے معمار ہیں۔ بے شک آج کا نوجوان پہلے سے کہیں زیادہ باصلاحیت، محبِ وطن، مخلص اور قوم کے لئے کچھ کر گزرنے کا جذبہ رکھتا ہے؛ اس لئے اپنی رائے کا اظہار ضرور کریں۔ اگر ہم گھر میں بیٹھے رہیں گے تو پھر تبدیلی کیسے آئے گی؟ نظام کیسے بدلے گا؟ یہ سوچنے کا مقام ہے جب عوام ہی اپنے فرض سے غافل ہوں گے جب ہم خود ہی تبدیلی لانے میں اپنا کردار ادا نہیں کریں گے تو پھر نظام سے شکایت جائز نہیں۔ جہدِ مسلسل ہمارا فرض ہے اور سچے دل سے کی گئی کوئی محنت رائیگاں نہیں جاتی۔ اگر ہم سب صرف ایک منفی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ووٹ کے استعمال سے دستبردار ہو جائیں گے تو وہی استعماری قوتیں برسرِ اقتدار آجائیں گی جو شروع سے عوام کا استحصال کر رہی ہیں۔

حاصلِ کلام یہی ہے کہ ووٹ ایک ملی وقومی ذمہ داری ہے، اس ذمہ داری کو اہتمام انجام دیا جائے اور اس کی ترغیب دی جائے۔ اگر ہمارے حلقے میں کوئی نسبتاً بہتر اور قابل امیدوار ہے تو اسے ووٹ دینے سے گریز کرنا شرعاً ممنوع اور قوم وملت پر ظلم کے مترادف ہے۔ اگر حلقے میں کوئی بھی امیدوار صحیح معنوں میں قیادت کے لائق اور دیانتدار نہیں ہے تو موجود امیدواروں میں سے کسی بھی امیدوار کی ایک صلاحیت یا ایک خوبی کو مدِنظر رکھ کر کم برائی کو اختیار کرنے کے خیال سے ووٹ دینا چاہیے۔ اس معاملہ میں یہ اصول بھی ذہن نشین کر لیں کہ شخصی معاملات میں کسی فرد کی غلطی کا اثر صرف اسی فرد تک محدود رہتا ہے، اس کی سزا وجزا کا حقدار بھی وہی ہے، البتہ قومی وملکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے۔ آپ کا ووٹ نہ دینا یا غلط پارٹی کو منتخب کرنا پوری قوم کو متاثر کر سکتا ہے اس لیے ووٹ مکمل ذمہ داری کے ساتھ دیں اور اپنے علاقے کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے اس حق کا استعمال کریں۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

اعلان مفقود الخبری

● معاملہ نمبر ۴۸/۰۷/۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ گیا)

رضوانہ اعظمی بنت محمد الیاس مقام پنچیتہ اکھاڑہ خواجہ نور کالونی نئی گودام ضلع گیا۔ فریق اول۔ بنام محمد جمال الدین ولد محمد شمس الدین مقام میوا چوک لائن محلّہ ڈاکخانہ وضلع چترا جھارکھنڈ۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا کی مسل دار القضاء معروف گنج گیا سے موصول ہوئی، فریق اول اور اس کے گواہوں کے بیانات وہاں گذرے جو شامل مسل ہیں، فریق اول رضوانہ اعظمی نے آپ کے خلاف شاخ دار القضاء معروف گنج گیا میں عرصہ ۸/سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۹/رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۵/مئی ۲۰۱۹ء روز بدھ کو مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔

● معاملہ نمبر ۵۱/۹۸۳/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ سیوان)

ریشما خاتون بنت محمد قیام الدین مقام چکیاں وارڈ نمبر ۱۸ ڈاکخانہ وضلع سیوان۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد تنویر ولد محمد مستقیم مقام چونا پور ڈاکخانہ نبوسار بزرگ ضلع سیوان۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول ریشما خاتون بنت محمد قیام الدین نے آپ فریق دوم محمد تنویر ولد محمد مستقیم کے خلاف دار القضاء گوپال گنج سیوان میں عرصہ ۶/ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنا پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے اس لئے اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۱۳/شوال المکرّم ۴۰ھ مطابق ۱۷/جون ۲۰۱۹ء روز پیر کو خود بوقت ۹/بجے دن مع شواہد وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے، اس لیے حاضری کو لازمی سمجھیں۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۵۲/۱۹۸۸/۴۰ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ جمشید پور)

کہکشاں پروین بنت محمد قمر الدین مکان نمبر ۱۶۹ کروس روڈ نمبر ۲۱، مین روڈ نمبر ۱۷ ڈاکخانہ حسینی محلّہ تھانہ آزاد نگر ضلع جمشید پور۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد دستگیر ولد مطلوب عالم مرحوم مقام روڈ نمبر ۵ آم بگان ڈاکخانہ ذاکر نگر تھانہ آزاد نگر ضلع جمشید پور۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول مذکورہ بالا ساکنہ نے دار القضاء آزاد نگر، مانگو، جمشید پور میں آپ کے خلاف عرصہ ۴/سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ سماعت ۱۲/شوال المکرّم ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۶/جون ۲۰۱۹ء روز اتوار کو خود مع گواہان وثبوت بوقت نو بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ اس تاریخ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

حضرات مبلغین وکارکنان امارت شرعیہ کے مالیاتی دورے کا پروگرام

رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ میں مالی فراہمی کے لئے حضرات مبلغین، عمال، اور کارکنان امارت شرعیہ حسب ذیل علاقے کا دورہ کریں گے، اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ زکوۃ وصدقات اور خصوصی عطیات سے امارت شرعیہ کا تعاون فرمائیں، اگر کسی جگہ امارت شرعیہ کا کوئی بھی نمائندہ نہیں پہنچے تو بذریعہ منی آرڈر یا چیک وڈرافٹ ناظم بیت المال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ 801505 کے پتہ پر بھیج دی جائے، چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھا جائے۔

BAITUL MAL IMARAT SHARIAH PATNA

صوبہ مغربی بنگال

- **جناب مولانا فلاح الدین صاحب قاضی شریعت دار القضا امارت شرعیہ کولکاتا:**
  پارک سرکس، کانکی نارا، وغیرہ کولکاتا
- **جناب مولانا محمد ضمیر الدین قاسمی صاحب قاضی شریعت امارت شرعیہ**
  شہر کولکاتا اور مضافات
- **جناب مولانا سہیل اختر قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ:**
  پنڈوا، ٹیٹا گڑھ، نارکل ڈانگہ، کلنسگا، خضر پور، جگدل، ہوڑہ، تالتلہ، نورتھ رنج تلجلا مضافات وشہر کولکاتا وگڈا وغیرہ
- **جناب مولانا محمد عباس مظاہری صاحب عامل امارت شرعیہ:**
  مضافات کولکاتہ، منگلا ہاٹ، سیالدہ، بارکپور، اکرہ، چٹا بازار، مٹیا برج، دمدم، کمرہٹی، ضلع ہگلی، رشرا، ہوڑہ ومضافات
- **جناب مولانا مفتی زبیر احمد قاسمی صاحب قاضی شریعت آسنسول:**
  بردوان، درگاپور، جموڑیا، پاناگڑھ، بیناچٹی، کالی پہاڑی، سیتل پور، ریل پار، تالڈانگہ، چیرکونڈا، باگھا کنڈھی شبلی باڑی، بودہ، چیناکوڑی وغیرہ

صوبہ مہاراشٹر، مدھیہ پردیش و گجرات

- **جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی نائب قاضی امارت شرعیہ:**
  شہر ممبئی، بائیکلہ، مدن پورہ، سائن، بھیونڈی، دھراوی، تھانہ، مومن پورہ، وی ٹی، قلابہ، ناگ پاڑہ، نل بازار، سیوری۔
- **جناب مولانا امام الدین صاحب کارکن دار القضاء امارت شرعیہ:**
  مالیگاؤں، جل گاؤں، دھولیہ، ناسک، کٹھور، بھوساول، مہاراشٹر وغیرہ
- **جناب مولانا منت اللہ حیدری صاحب کارکن امارت شرعیہ:**
  سورت، احمد آباد، ناندیر، وغیرہ
- **جناب مولانا سعید اسعد صاحب کارکن دار القضاء آسنسول:**
  بھوپال، اندور، کھنڈوا، ناگپور، کھرگون، بھیکن گاؤں، اسلام پور، اے ڈی ڈی کالونی، برن پور، آسنسول، کمارڈوبھی، آسنسول، بڑاکر، کلٹی، نعمت پور، اکھڑا بازار، انڈال، قریشی محلّہ، نیا محلّہ وغیرہ
- **مولانا محمد نوشاد عالم صاحب مبلغ امارت شرعیہ :**
  اندور، کھرگون، جبل پور، اکولہ، بھلاہی کامئی، مدھیہ پردیش، وغیرہ

صوبہ کرناٹک وتامل ناڈو

- **جناب مولانا قمر انیس قاسمی صاحب رئیس المبلغین امارت شرعیہ:**
  مدراس، ویلور، گڑیاتم، وانمباڑی، میل وشارم، حاسن، بنگلور، میسور وغیرہ

صوبہ آندھرا پردیش وتیلنگانہ

- **جناب مولانا صبغت اللہ قاسمی معاون قاضی دار القضا امارت شرعیہ کٹک:**
  حیدرآباد، وجے واڑہ، سکندرآباد، وشاکھاپٹنم وغیرہ

صوبہ راجستھان

- **جناب مولانا محبوب رحمانی ندوی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  جے پور، جودھ پور، راجستھان، سہرسہ، بھلاہی، بوہرو وغیرہ

صوبہ یوپی

- **جناب مولانا راشد العزیزی ندوی مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ:**
  کان پور، لکھنو، چار مینار حیدرآباد
- **جناب مولانا سعود اللہ رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  بھدوہی، بنارس، مئوناتھ بھنجن، خیرآباد، مبارک پور، کوپاگنج، گورکھپور، بلیا، دیوریا وغیرہ

شہر دھلی

- **جناب مولانا مفتی محمد وصی احمد قاسمی صاحب نائب قاضی شریعت:**
  اوکھلا، جامع مسجد، قصاب پورا، چمیلیان روڈ، بلیماران، کھاڑی باؤلی، شیش محل، اندرلوک تری نگر، وغیرہ۔
- **جناب مولانا عبد القادر قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  جعفرآباد، سیلم پور، نوئیڈا، لچھمی نگر، سرائے کالے خان، باڑہ، ہندوراؤ، برف خانہ دہلی وآگرہ، فریدآباد، گورگاؤں وغیرہ
- **جناب مولانا صابر حسین قاسمی صاحب کارکن امارت شرعیہ:**
  شہر دہلی حلقہ نبی کریم، سرائے خلیل، سلطان پوری، شاشتری نگر، لچھمی نگر وغیرہ (دہلی)

- **جناب مولانا ابو القاسم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ:**
  مہرولی، شاہین باغ، سنگم وہار، ستبری، نجف گڑھ، شاہدرہ، میوروہار، پرانی دہلی ومضافات، سوپول شہر کے محلّہ جات، چین سنگھ پٹی

صوبہ جھارکھنڈ

- **جناب مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب قاضی شریعت رانچی:**
  ڈورنڈہ، رحمت کالونی، منی ٹولی، دھروا، پنڈولی، نیا سرائے، موری، بلسوکرا، سونس وغیرہ
- **جناب مولانا محمد ارشاد رحمانی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  رانچی شہر، تورپا، تپکرا، کھونٹی، چترپور، ہزاری باغ، بڑکاکانا، پلاول، بسیا ضلع گملا، مدھے پور، چترا، بالوماتھ، لوہردگا،
- **جناب حافظ شمیم احمد صاحب مکتب امارت شرعیہ، رانچی:**
  برہی، کریات پور، برکٹھا، کہنارا، دھنورا، پھلسور، گدری چوک، آزاد بستی، پہاڑی ٹولہ، دھنوارہ، بیتھل کدوا، اٹکی بیرو کھوری رانچی وغیرہ
- **جناب مولانا محمد شاہد قاسمی صاحب قاضی شریعت دھنباد:**
  ، جھریا، جگ جیون نگر، کوئلہ بھون، شہر دھنباد، وغیرہ
- **جناب مولانا کلیم اللہ مظہر صاحب قاضی شریعت چترپور:** چترپور، رام گڑھ ومضافات
- **جناب مولانا شمس الحق قاسمی صاحب معاون قاضی گریڈیہ:**
  دیوگھر، جھاجھا، مدھوپور ومضافات
- **جناب مولانا عبد الجبار صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  جام تارا، چترنجن، پیرپینتی، صاحب گنج، تین پہاڑ، راج محل، پاکوڑ، دمکا وغیرہ
- **جناب حافظ شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  سوانگ، کٹہرہ، کرپٹیا، پھسرو بازار، بوکارو، اسٹیل سیٹی، گومیا سنڈے بازار، چندرپور وغیرہ
- **جناب مولانا سعود عالم قاسمی صاحب قاضی شریعت جمشید پور:** شہر جمشید پور ومضافات
- **جناب مولانا محمد افروز سلیمی قاسمی صاحب کارکن دار القضاء جمشید پور:**
  شہر جمشید پور، موسی بنی، مئوبھنڈار، چکولیا، گوئیل، کیرہ، ہلدی پوکھر، چائباسہ، چکردھر پور، راج کھرسواں وغیرہ
- **جناب مولوی ممتاز احمد صاحب منیجر مکتبہ امارت شرعیہ:**
  جلوہ آباد، کوڈرما، مرکچو، ڈمچانچ، حسن آباد، چھتربر، جھمری تلیا، راج دھنورا وغیرہ

صوبہ اڑیسہ

- **جناب مولانا محمد قاسم صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  کٹک شہر، بھونیشور، پوری، برہم پور، این ٹی پی سی، انگول، کیونجھر، جیشی پور، جگت سنگھ پور، ٹھاکرمنڈا، جھونپڑا، ٹریبل، جوڑا، بولائی، کیری بورو، پوری بڑاجامد، گوا، نوامندی، جگناتھ پور، کیندراپاڑہ وغیرہ
- **جناب مولانا عبد الودود قاسمی قاضی شریعت راورکیلا:**
  شہر راورکیلا، اسپات مارکیٹ، لوہنی پاڑہ، بنئی گڑھ، پان پوس، بنڈامنڈا، منوہر پور، کوئل بینک، بیل پہاڑ، برج راج نگر رائے گڈھ، بلاسپور، سمبلپور، گوئل کیڑا، سکٹر ۱۵ راورکیلا، نجنی، راج نگر، ٹیلاگڑھ، سندرگڑھ وغیرہ

صوبہ چھتیس گڑھ

- **جناب مولانا وسیم اختر قاسمی قاضی شریعت گیا:**
  امبیکاپور، ودیگر اضلاع چھتیس گڑھ وشہر گیا ومضافات

صوبہ بہار

- **جناب مولانا مفتی اسعد عثمانی، قاضی شریعت جوگبنی**
  فاربس گنج، رامپور، بتھناہا، جوگبنی مختلف محلّہ جات، رانی بستی، مٹی اروہ، براٹ نگر، دوہبی، دھران، ضلع مورنگ، سپتری وسنسری، نیپال وغیرہ۔
- **مولانا ارشد قاسمی، قاضی شریعت پورنیہ۔** شہر پورنیہ، گلاب باغ وغیرہ
- **جناب مولانا افتخار قاسمی صاحب کارکن امارت شرعیہ:** شہر پورنیہ، گلاب باغ وغیرہ
- **جناب مولانا منظر احسن صاحب مبلغ امارت شرعیہ**
  رجوکھر، جوکی ہاٹ، کلیان گنج، بہادرگنج، ٹھاکرگنج، دیگھل بینک، کوچادھامن، ، امور، روٹا، جلال گڑھ، قصبہ، وغیرہ۔
- **جناب مولانا عبد الحق صاحب، کارکن دار القضاء کٹیہار۔** شہر کٹیہار ومضافات
- **جناب مولانا اختر حسین شمسی صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  کشن گنج، بہادرگنج، بارسوئی، دلکولہ، ضمیرہ اسٹیٹ ضلع کٹیہار، سلی گوڑی، اتر دنیاجپور وغیرہ
- **جناب مولانا محمد عتیق اللہ رحمانی قاضی شریعت ارریہ:**
  شہر ارریہ، گیاری، زیرومائل ومضافات
- **مولانا انیس الرحمٰن صاحب مبلغ امارت شرعیہ:**
  راگھوپور، سرجاپور، چھاتاپور، پپرابازار، بھوکراہی، قدم پورہ، بھپٹاہی، سرائے گڑھ، جدیا بازار، سمراہی بازار، بیرپور، وتربینی گنج وغیرہ
- **جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی امارت شرعیہ:**
  بیجناتھ پور، مجھول، پچھمنیا، نوہٹہ، بیرو، ثوربازار، سمری بختیارپور، سونبرسا راج، ومضافات

Volume:57/67,Issue:15 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

حوصلہ ہارتے ہیں لوگ وہی
جن کے بازو میں دم نہیں ہوتا
(ذوالفقار حسین اثر)

ووٹ کی شرعی حیثیت اور ہماری ذمہ داری

مولانا عبدالرشید طلحہ نعمانیؔ

انسانی عقل وخرد سے آج تک کارجہاں بانی کے جتنے نظام مرتب ہوئے، ان میں عالمی سطح پر آمریت وغیرہ کے بالمقابل جمہوریت کو ہی بہتر تسلیم کیا گیا، ہرچند کہ جمہوری نظام بھی بعض اسباب ووجوہات کے سبب تنقید کا نشانہ بنا رہا؛ مگر نسبتاً اسی کو عروج وارتقاء حاصل ہوا۔ وطن عزیز ہندوستان کو بھی استخلاصِ وطن کی طویل جدوجہد کے بعد یہ اعزاز حاصل رہا کہ یہاں جمہوری نظام برپا کیا گیا، رفتہ رفتہ ہمارا ملک دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے نام سے متعارف ہوا، نیز گذشتہ ستر سالہ طویل عرصہ میں یہ بات واضح ہوکر سامنے آگئی کہ ہمارا جمہوری نظام مسلسل سازشوں اور پیہم ریشہ دوانیوں کے باوجود بڑی حد تک مضبوط بنیادوں پر قائم ہے، گردوپیش کے جتنے ممالک ہیں، اُن کے یہاں جمہوری نظام بالخصوص جان ومال کے تحفظ کو وہ استحکام حاصل نہیں جو ہمارے ملک کو حاصل ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ ہرگزرتے وقت کے ساتھ ہمارے اکابر واسلاف کے حسین خوابوں کی یہ تعبیر اور ان کے خون جگر سے سینچا ہوا یہ سرسبز باغ ’’ہندوستان‘‘ تیزی کے ساتھ فسطائیت کی طرف رواں دواں ہے، بھیڑ کے ذریعہ قتل کی وارداتوں نے تو جنگ آزادی کے خوف ناک مظالم کو بھی پس پشت ڈال دیا ہے؛ لیکن ان سب کے باوجود مشکل حالات میں ہم نے جمہوری طرز فکر پر اپنے بھرپور اعتماد کا ثبوت دیا ہے اور برملا یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ مستحکم جمہوریت جہاں ملک کے لئے سلامتی کی ضامن ہے، وہیں مذہبی لسانی اور تہذیبی اَقلیتوں کے لئے کسی نعمت سے کم نہیں۔ یہ جمہوری نظام کے تحت انتخابات کا نتیجہ ہے کہ ہمارے ملک میں بار بار حکومتیں بدلتی رہتی ہیں؛ لیکن یہ تبدیلی نہایت پرامن طریقہ پر کسی تشدد اور بغاوت کے بغیر وجود میں آتی ہے، اور عام لوگ ووٹ کی طاقت کے ذریعہ ظالم حکومتوں کو ہٹا کر منصف حکومتوں کو لاتے ہیں۔

پارلیمانی انتخابات کی اصل نوعیت اور موجودہ صورت حال:

جمہوریت کے اپنے تقاضے ہیں اور اس کا پہیہ چلتے رہنے کے اپنے اصول ہیں، آئین کی رو سے ہر بالغ شہری کو پارلیمانی انتخابات میں ملکی مفاد کے لیے اور اسمبلی انتخابات میں ریاستی مفاد کے لیے اپنے نمائندے چننے کا حق دیا گیا ہے جو وہ اپنے ووٹ کے ذریعے استعمال کرتا ہے، جب ایک حکومت اپنا وقت پورا کر لیتی ہے تو عوام کوئی اسمبلیاں بنانے کیلئے اپنے نمائندے چننے کا موقع دیا جاتا ہے، عوام ہی وہ نمائندے چنتی ہے اور کسی ایک سیاسی پارٹی کو اس کیلئے منتخب کرتی ہے، جو بھی سیاسی پارٹیاں اس وقت ملک میں کام کر رہی ہیں ان میں سے ہر ایک کا ایک طریقہ کار ہے۔ اس بناء پر سب سے پہلے ہر پارٹی کو اپنا طریقہ کار لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہوتا ہے جسے پارٹی کا منشور کہا جاتا ہے، عوام کی اکثریت چونکہ ہر پارٹی کے منشور سے واقف نہیں ہوتی؛ اسلئے پارٹیاں اور ان کے نمائندے، لوگوں کے سامنے وہ منشور رکھتے ہیں، یہ کام وہ جلسے جلوسوں کے ذریعے بھی کرتے ہیں اور ڈور ٹو ڈور یعنی گھر گھر جا کر بھی اپنا پیغام پہنچاتے ہیں اور لوگوں کو قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کا منشور عوام کی بہتری کیلئے دوسری پارٹیوں سے بہتر ہے اسلئے وہ ان ہی کے اراکین کو ووٹ کے ذریعے پارلیمنٹ اور اسمبلی میں بھیجیں۔ مذکورہ شفاف نظام کے بالمقابل موجودہ انتخابی صورت حال نہایت افسوس ناک اور غیر آئینی ہے، انسانی سماج کو دو طبقات میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک حکمراں طبقہ ہے جس میں لالچی سرمایہ دار، بدعنوان اعلیٰ افسران اور مفاد پرست سیاستداں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پسماندہ طبقات، اقلیتی سماج اور غریب عوام ہیں۔ ان دونوں طبقات کے مقاصد متضاد، مسائل مختلف اور ضرورتیں الگ الگ ہیں۔ ایک کا مقصد اپنی سیاسی برتری قائم ودائم رکھنا اور دوسرے کا اسے نیست ونابود کرنا ہے۔ ایک کی ضرورت عوام کو تقسیم کرنا ہے تاکہ ان کی توجہ بنیادی مسائل سے ہٹائی جا سکے، دوسرے کی ضرورت متحد ہو کر جدوجہد کرنا ہے تاکہ بنیادی حقوق کا تحفظ ہو سکے۔ جب تک ان دونوں طبقات کے مقاصد عوامی مفاد کے لیے متحد نہیں ہوں گے، اسی وقت تک جبر واستحصال سے نجات ناممکن ہے۔ معاشی استحصال اور فسطائیت کا قلع قمع کرنے کی خاطر اخوت ومحبت کی بنیاد پر ایک مشترکہ جدوجہد ناگزیر ہے۔

ووٹ کی شرعی حیثیت:

ہمارا ووٹ شرعاً تین حیثیتیں رکھتا ہے: (1) شہادت (2) سفارش (3) حقوق مشترکہ کی وکالت۔ تینوں صورتوں میں جس طرح قابل، اہل اور امانت دار آدمی کو ووٹ دینا موجب ثوابِ عظیم ہے اور اس کے ثمرات سب کو ملنے والے ہیں، اسی طرح نااہل اور خائن شخص کو ووٹ دینا جھوٹی شہادت بھی ہے، بری سفارش بھی اور ناجائز وکالت بھی اور اس کے تباہ کن اعمال بھی اسکے اعمال نامہ میں لکھے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے بڑے گناہ نہ بتلاؤں؟ یہ الفاظ آپ نے تین بار دہرائے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتلائیے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، ابھی تک آپ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے پھر سیدھے ہوکر بیٹھ گئے اور فرمایا: سنو! جھوٹی بات کہنا اور جھوٹی گواہی دینا، پھر آپ یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ کاش آپ خاموش ہو جاتے۔ (صحیح بخاری ومسلم) حضرت خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر ادا فرمائی، جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہوکر 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: ’’جھوٹی گواہی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے۔‘‘ پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ’’ترجمہ: دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے، ایک اللہ کے ہوکر رہو کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ (ابوداؤد)
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے، حالاں کہ یہ گواہ نہیں، وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمے کی پیروی کرے، وہ اللہ کی ناخوشی میں ہے، جب تک اُس سے جدا نہ ہو جائے۔‘‘
اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو گواہی کے لیے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کیا وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔‘‘ (طبرانی) اسی طرح ووٹ ایک سفارش ومشورہ ہے جسے حدیث میں امانت کہا گیا ہے، اس امانت کا تقاضا یہ ہے کہ سوچ سمجھ کر کسی بھی ذاتی مفاد اور قرابت وتعلقات کا لحاظ کیے بغیر اجتماعی منفعت کو سامنے رکھتے ہوئے حق رائے دہی کا استعمال کیا جائے۔ اکثر وبیشتر ایسا ہوتا ہے کہ ہم خوشامد کرنے والوں، رشوت دینے والوں اور سبز باغ دکھانے والوں کے فریب میں آجاتے ہیں اور بلا سوچے سمجھے اپنے روشن مستقبل کو اپنے ہی ہاتھوں سے داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

ماضی کا احتساب، نہایت ضروری:

احتساب وجائزہ زندہ قوموں کا شعار ہے، جس قوم کے افراد کارِ احتساب سے غافل ہوجاتے ہیں، وہ قوم پستی وادبار کی گہری کھائیوں اور ذلت ونکبت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں گم ہوجاتی ہے؛ لہذا ووٹ دینے سے قبل ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم انفرادی واجتماعی سطح پر ضرور اپنے ماضی کا جائزہ لیں اور مستقبل کے لیے لائحہ عمل تیار کریں۔ حضرت مولانا سفیان صاحب قاسمی اس سلسلہ میں یوں ارقام فرماتے ہیں کہ انتخابی انقلاب کا یہ مرحلہ کس قدر نازک، کس قدر خطرناک یا کس قدر بہتر اور کس قدر خوش آئند ہوسکتا ہے اس کا اندازہ بلاتفریق مذہب وملّت وطن عزیز کے باشعور افراد کو ہونا چاہئے، گذرے دور حکومت میں ملک نے کیا کھویا اور کیا پایا ہے وہ سب کے سامنے ہے اور اس منظرنامے کے تناظر میں ہمیں اس حقیقت کے اعتراف میں مکمل کشادہ دلی اور فکری وسعت کے ساتھ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے ستّر سالوں پر محیط ماضی میں اپنے بیش قیمت ووٹ کے استعمال میں کہاں کہاں غلطیاں کی ہیں اور اس کے نتائج نے ہماری روبہ تنزل فکری سے لے کر عام سطح تک کے آپسی انتشار ومخالفتوں نے آج ہمیں کس حد تک حاشیہ پر پہنچا دیا ہے اور منجملہ دیگرے اس کا ایک بین اور واضح ثبوت یہ ہے کہ ہمارے آج کے حکمراں جو کہ درحقیقت ہمارے اپنے کردار وعمل کے ہی آئینہ دار ہیں، وہ کس زاویے فکر ونظر کے حامل لوگ ہیں اور کیا ان کے عزائم ومنصوبے ہیں اور اس میں ہمارے صحیح یا غلط فیصلوں کو کتنا دخل ہے اور ستّر سال سے محض ہماری ’’ایک بھول‘‘ اور ’’ایک غلطی‘‘ کے استمرار نے ہمیں بھی ان کے سیاسی جرائم میں کس حد تک ان کا شریک کار بنایا ہے؟ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)